WWW.PILDAT.ORG

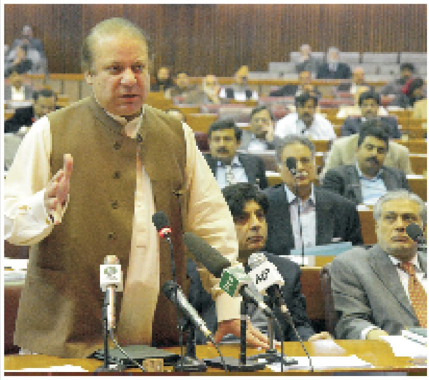

پاکستان میں معیارِ جمہوریت کا جائزہ

جون 2013 تا دسمبر 2014

پلڈاٹ

پاکستان انسٹیٹیوٹ آف
لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ
اینڈ ٹرانسپیرینسی

WWW.PILDAT.ORG

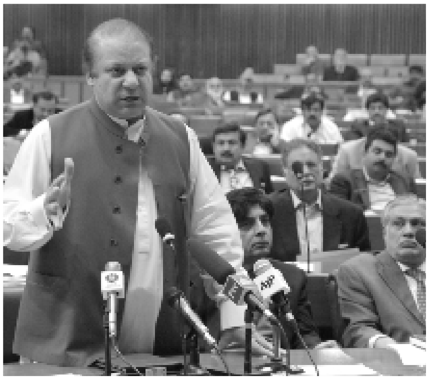

پاکستان میں معیارِ جمہوریت کا جائزہ

جون 2013 تا دسمبر 2014

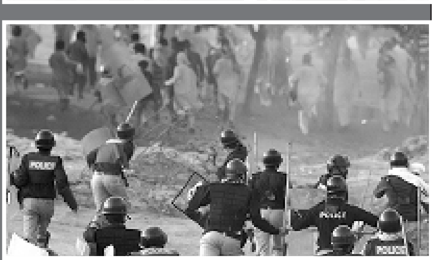

پاکستان انسٹیٹیوٹ آف
لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ
اینڈ ٹرانسپیرنسی

پلڈاٹ ایک ملکی، خودمختار، غیر جانبدار اور بلا منافع بنیادوں پر کام کرنے والا تحقیقی اور تربیتی ادارہ ہے جس کا مقصد پاکستان میں جمہوریت اور جمہوری اداروں کا استحکام ہے۔

پلڈاٹ، پاکستان کے ایکٹ برائے اندراجِ تنظیم 1860 کے تحت، ایک بلا منافع کام کرنے والے ادارے کے طور پر اندراج شدہ ہے۔

کاپی رائٹ پاکستان انسٹیٹیوٹ آف لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ اینڈ ٹرانسپرنسی ۔پلڈاٹ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

پاکستان میں طباعت کردہ

اشاعت: فروری 2015

آئی ایس بی این: 978-969-558-479-8

اس اشاعت کا کوئی بھی حصہ، پلڈاٹ کے واضح حوالے کے ساتھ، استعمال کیا جا سکتا ہے۔

تعاون

EMBASSY OF DENMARK
DANIDA | INTERNATIONAL DEVELOPMENT COOPERATION

پلڈاٹ
پاکستان انسٹیٹیوٹ آف لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ اینڈ ٹرانسپیرینسی

اسلام آباد آفس: پی، او، باکس 278، F-8، پوسٹل کوڈ: 44220، اسلام آباد، پاکستان
لاہور آفس: پی، او، باکس 11098، L.C.C.H.S، پوسٹل کوڈ: 54792، لاہور، پاکستان
ای میل: info@pildat.org ویب: www.pildat.org

مندرجات

پیش لفظ

خلاصہ

باب 1: تعارف اور طریق کار	23
باب 2: معیارِ جمہوریت پر اثر انداز ہونے والے اہم واقعات: جون 2013-دسمبر 2014	27
باب 3: معیارِ جمہوریت کا جائزہ	39
باب 4: دنیا میں جمہوریت کی اقسام	57
باب 5: نتائج اور سفارشات	67

فہرست جدول واشکال

جدول 1: پاکستان کے لئے مخصوص جمہوری جائزہ فریم ورک کے پیمانہ جات	13
حدول 2: 2012 تا 2013 جون 2013 تا جولائی 2014 اور اگست 2014 تا دسمبر 2014	13
جدول 3: پاکستان کے لئے مخصوص فریم ورک کے لئے DAG سکور کا تقابلی جائزہ اور رجحانات	17
جدول 4: پاکستان کے تناظر میں بنائے گئے جمہوری جائزہ فریم ورک کے پیمانہ جات	28
جدول 5: اہم واقعات کی ترتیب: جون 2013-دسمبر 2014	39
جدول 6: DAG سکور: آئینی فریم ورک	41
جدول 7: DAG سکور: عدلیہ/انصاف تک رسائی	43
جدول 8: DAG سکور: سول سوسائٹی	43
جدول 9: DAG سکور: غیر منتخب انتظامیہ/بیوروکریسی	44

جدول10 DAG:سکور: سیاسی جماعتیں	45
جدول11 DAG:سکور: میڈیا	46
جدول12 DAG:سکور: انسانی حقوق	47
جدول13 DAG:سکور: قانون کی حکمرانی	48
جدول14 DAG:سکور: پارلیمان اور صوبائی اسمبلیاں	50
جدول15 DAG:سکور: وفاقی اور صوبائی حکومتیں / کابینہ	51
جدول16 DAG:سکور: مقامی حکومتیں	52
جدول17 DAG:سکور: جمہوریت کا مجموعی معیار	53
جدول18: جمہوری ادوار کی اقسام اور ان کی مثالیں	58
جدول19: پاکستان میں مختلف اقسام کے ادوار اور ان کی مدت	60
جدول20: جمہوریت کے جائزے کے پہلو اور عوامی رائے عامہ کا سکور	62
شکل 1: جمہوری پیمانوں کے لئے DAG اور عوامی رائے عامہ کے سکور کا تقابلی جائزہ	14

ضمیمہ جات

ضمیمہ الف: پاکستان کے لئے مخصوص فریم ورک پر مبنی جمہوری سکور کارڈ	77
ضمیمہ ب: IIDEA فریم ورک پر مبنی جمہوری سکور کارڈ	83
ضمیمہ ج: جمہوری جائزہ گروپ کے ارکان	95
حوالہ جات	96

پیش لفظ

''پاکستان میں معیارِ جمہوریت کا جائزہ، جون 2013-دسمبر 2014'' کے موضوع پر یہ رپورٹ پلڈاٹ نے اس عرصہ کے دوران پاکستان میں جمہوریت کے معیار کا جائزہ لینے کی غرض سے تیار کی ہے۔

رپورٹ کی مدت کا دورانیہ 5 جون 2013، جب پاکستان کے نومنتخب وزیراعظم جناب محمد نواز شریف نے عہدے کا حلف اٹھایا، سے گزشتہ سال کے آخری دن 31 دسمبر 2014 تک ہے۔

اگرچہ اس مدت کا آغاز پہلی دفعہ سولین اقتدار کی منتقلی سے ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ، دیگر ایسے اقدامات ہوئے جنہوں نے پاکستان میں جمہوریت کے معیار کو بہت حد تک سہارا دیا، تاہم بعد کے 18 مہینوں کے دوران، پلڈاٹ کی رائے میں، پاکستان مسلم لیگ۔نواز کی حکومت میں جمہوریت کا معیار بتدریج زوال پذیر ہوا۔ اس مدت کے دوران کئی اہم واقعات رونما ہوئے جیسے 2013 کے عام انتخابات میں مبینہ طور پر وسیع پیمانے پر دھاندلی کے خلاف پاکستان تحریک انصاف اور پاکستان عوامی تحریک کی جانب سے احتجاج، دہشت گردی کے بڑھتے ہوئے واقعات، ایسے شعبوں میں فوجی اثر ورسوخ میں اضافہ جو بصورت دیگر عمومی طور پر سولین حکومت کے زیر اثر ہوتے ہیں، وغیرہ۔

یہ رپورٹ جناب احمد بلال محبوب، صدر اور محترمہ آسیہ ریاض، جوائنٹ ڈائریکٹر کی قیادت میں پلڈاٹ کی ٹیم کی جانب سے مرتب کئے گئے اعداد وشمار کے تجزیے اور سکور پر مبنی ہے اور اس کے محقق اور رابطہ کار جناب محمد سعد، اسسٹنٹ پراجیکٹس آفیسر ہیں۔ پلڈاٹ نے اس رپورٹ کی تصنیف کے لئے یونیورسٹی آف کیلی فورنیا، برکلے کے سینئر فیلو اور سیاسی معاشیات اور ترقی کے ماہر ڈاکٹر نیاز مرتضٰی کی خدمات حاصل کیں جنہوں نے پلڈاٹ کے جمہوری جائزہ گروپ (Democratic Assessment Group or DAG) کی رہنمائی میں اس رپورٹ کو تحریر کیا۔

اس تحقیق میں رہنمائی کے لئے پلڈاٹ نے درج ذیل تین طریق ہائے کار کا استعمال کیا:

1) اس پوری مدت کے دوران، جمہوری سرگرمیوں کا بغور جائزہ؛
2) مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی نامور شخصیات پر مشتمل پلڈاٹ کے جمہوری جائزہ گروپ (DAG) کی جانب سے دیئے گئے سکور پر مبنی معیارِ جمہوریت کا مقداری quantative تجزیہ؛
3) پاکستان میں جمہوریت کے جائزے پر پلڈاٹ کی جانب سے جولائی۔اگست 2014 میں کرائے گئے رائے عامہ کے سروے کا استعمال

اظہار تشکر

رہنمائی اور معاونت فراہم کرنے پر پلڈاٹ، جمہوری جائزہ گروپ کے ارکان کا شکر گزار ہے۔ گروپ کے ارکان نے رپورٹ کا تفصیلی جائزہ لیا ہے اور قابل قدر خدمات سے نوازا ہے۔

اس رپورٹ کو پلڈاٹ نے Danish International Development Agency (DANIDA) حکومت ڈنمارک کے تعاون سے تیار کیا ہے۔ ہم ان کے تعاون پر ان کے شکر گزار ہیں اور اس بات کا اعادہ کرتے ہیں کہ ضروری نہیں کہ اس رپورٹ میں پیش کی گئی آرا، حکومت ڈنمارک کی آرا کی عکاسی کرتی ہوں۔

اسلام آباد
فروری 2015

خلاصہ

پلڈاٹ 2002 سے پاکستان میں معیارِ جمہوریت کا جائزہ لے رہا ہے۔ اس کے سالانہ جائزے اس عرصے کے دوران ملک میں جمہوریت پر اثر انداز ہونے والے اہم واقعات کے تجزیوں نیز مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی نامور پاکستانی شخصیات پر مشتمل جمہوری جائزہ گروپ Democratic Assessment Group سے حاصل شدہ معلومات پر مبنی ہیں۔ اس رپورٹ میں جون 2013 سے ستمبر 2014 کے دورانی عرصہ میں معیارِ جمہوریت کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اس جائزے کیلئے ایک طرف جولائی 2014 اور اگست 2014 تا دسمبر 2014 میں DAG کے حاصل شدہ اعداد و شمار کو استعمال میں لایا گیا ہے اور دوسری طرف جون 2014 میں کرائے گئے رائے عامہ کے سروے کی معلومات کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ رپورٹ کے مقاصد درج ذیل ہیں:

i) عوام، میڈیا اور ارکان اسمبلی کی جمہوری گورننس اور اداروں کی کارکردگی سے آگاہی میں اضافہ کرنا۔

ii) جمہوری نظام میں پائی جانے والی کمزوریوں کو دور کرنے کیلئے بڑے پیمانے پر اصلاحات متعارف کرانا۔

2014، جمہوری پیشرفت کے حوالے سے ایک اہم سال رہا باوجود اس کے کہ پاکستان کی سیاست میں اتار چڑھاؤ آتے رہے۔ ماضی میں پاکستان کی جمہوریت کو بیرونی عوامل نے متاثر کیا مثلاً پاک امریکا تعلقات کی نوعیت جس میں میموگیٹ سکینڈل شامل ہے، 2 مئی 2011 کو اسامہ بن لادن کی رہائش گاہ میں امریکی فوج کی کارروائی وغیرہ، ایسے واقعات تھے جنہوں نے ملکی سیاست پر اثرات مرتب کئے۔ ایسے بیرونی عوامل کے مقابلے میں 14-2013 میں ملک کے اندر ہونے والے واقعات جمہوریت کے لئے کافی کٹھن ثابت ہوئے۔

اگرچہ اس دور کا آغاز بہت اچھے انداز میں ہوا، جب 2013 کے عام انتخابات کے بعد پرامن انداز میں اقتدار منتقل کیا گیا۔ اسی طرح وزیراعظم نے جنرل (ریٹائرڈ) پرویز مشرف کے خلاف غداری کا مقدمہ بھی شروع کیا جو ایک اہم جمہوری پیشرفت ہے۔ لیکن اس رپورٹ کے مطابق، 2014 کے آخر تک جمہوریت پر منفی اثرات پڑے۔ اس عرصے میں جمہوریت کی بقا کے لئے جو مثبت پیش ہائے رفت ہوئیں ان کے مقابلے میں منفی پیش ہائے رفت کہیں زیادہ سنگین نوعیت کی ہیں۔ مثلاً پی ٹی آئی اور پاکستان عوامی تحریک پی اے ٹی کے دھرنوں نے موجودہ حکومت کے قیام کو خطرے میں ڈال دیا۔ ایسے ہی مثبت اور منفی عوامل کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔

جمہوریت پر اثرات مرتب کرنے والے مثبت عوامل اور پیش ہائے رفت

1999 میں فوجی مداخلت کے بعد 2002 میں شروع ہونے والے جمہوری عمل کے نتیجے میں 2013 کے عام انتخابات کے ذریعے ایک پرامن جمہوری تبدیلی آئی۔ وفاق اور صوبوں میں بظاہر جمہوری انداز میں اقتدار کی منتقلی ہوئی، جس کے نتیجے میں، ایوان صدارت، قومی اور خیبر پختونخواہ اور بلوچستان کی صوبائی حکومتوں میں سیاسی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔

2013 کے انتخابات کے بعد پاکستان مسلم لیگ نواز (PML-N) کی حکومت نے سیاسی دانش مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بلوچستان اور خیبر پختونخواہ میں دوسری جماعتوں کو حکومت بنانے کا موقع دیا۔ حالانکہ خود PML-N کو بلوچستان اسمبلی میں بڑی اکثریت حاصل تھی اور دوسری طرف جمعیت علمائے اسلام۔ف (JUI-F) کی خیبر پختونخوا اسمبلی میں موجودگی میں PML-N وہاں بھی اپنی حکومت بنا سکتی تھی۔ لیکن بلوچستان میں اتحادی پارٹیوں، پختونخواہ ملی عوامی پارٹی PMAP اور نیشنل پارٹی NP، اور خیبر پختونخواہ میں پی ٹی آئی اور جے آئی کو حکومت بنانے کا موقع دیا گیا۔ یہ بات PML-N کی طرف سے دوسری سیاسی جماعتوں کے لئے احترام کو ظاہر کرتی ہے۔ بعدازاں پارٹی کی مرکزی قیادت نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ آزاد جموں وکشمیر کے وزیراعظم چودھری عبدالمجید، جن کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی پارلیمنٹیرینز (PPPP) سے ہے، ان کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش نہیں کریں گے [1]۔ اسی طریقے سے خیبر پختونخواہ میں بھی وزیراعلیٰ جناب پرویز خٹک ایم پی اے کے خلاف تحریک عدم اعتماد پیش نہیں کی جائے گی۔

اس سلسلے میں اہم ریاستی اداروں کے سربراہان کی باضابطہ تقرریاں ایک نہایت اہم اور مثبت پیشرفت ہے۔ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس صاحبان، جسٹس (ریٹائرڈ) تصدق حسین جیلانی اور جسٹس ناصرالملک، چیف آف آرمی سٹاف، جنرل راحیل شریف، ڈائریکٹر جنرل، انٹرسروسز انٹیلی جنس، لیفٹیننٹ جنرل رضوان اختر، چیئرمین، قومی احتساب بیورو (NAB)، میجر (ریٹائرڈ) قمرزمان چوہدری، وہ تقرریاں ہیں جو انتہائی اہمیت کی حامل ہیں اور انہیں مجوزہ طریق کار کے مطابق عمل میں لایا گیا۔ تاہم چیف الیکشن کمشنر کے اہم ترین عہدے کی تقرری میں تاخیر نے حکومتی کارکردگی کو کافی حد تک متاثر کیا۔

جمہوریت کو اس وقت بہت زیادہ تقویت ملی اور ٹرانسپرنسی میں ایک بہت اہم پیشرفت ہوئی جب خیبر پختونخواہ اور پنجاب کی اسمبلیوں نے معلومات تک رسائی کے قوانین کی منظوری دی۔ اکثر ماہرین کی یہ رائے ہے کہ خیبر پختونخواہ کا معلومات تک رسائی کا قانون، 2013 اور پنجاب کا معلومات تک رسائی اور شفافیت کا قانون، 2013، اس قسم کے قانون سازی کے بین الاقوامی معیار کے عین مطابق ہیں۔ لیکن جب تک متعلقہ انفارمیشن کمیشن Information Commission ان قوانین پر عمل درآمد میں اپنا کردار ادا نہیں کرتا، اس وقت تک عوام سرکاری اداروں سے معلومات

حاصل نہیں کرسکتے۔[2]

ملک میں مقامی حکومت کے انتخابات کے حوالے سے کوئی مثبت پیشرفت نہ ہوسکی، لیکن بلوچستان نے 28 جنوری 2015 کو یہ انتخابات کرواکر نمایاں حیثیت حاصل کی۔ بلوچستان کی حکومت کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے کیونکہ اس صوبے کو سیاسی جوڑتوڑ، سیکورٹی خدشات اور قانونی چیلنجز جیسے مسائل کا سامنا رہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہاں کی حکومت نے اختیارات کی منتقلی Devolution کی صحیح انداز میں پیروی کی۔ حکومت نے الیکشنز کے ذریعے اختیارات کو مقامی اداروں تک تقسیم کیا تاکہ عوام کو متعلقہ حکومتوں سے اپنے مسائل حل کرنے میں مدد ملے۔

2014 تک خیبر پختونخواہ کی حکومت بھی مقامی حکومتوں کے انتکابات کے لئے تیار نظر آرہی تھی لیکن اسے الیکشن کمیشن آف پاکستان (ECP) کی طرف سے کچھ تکنیکی امور کے حل کا انتظار تھا۔ بدقسمتی سے سندھ اور پنجاب جیسے دو بڑے صوبوں نے مقامی حکومتوں کا انتخاب نہ کیا حالانکہ اس حوالے سے سپریم کورٹ کے واضح احکامات موجود تھے۔[3]

پی ٹی آئی PTI اور پی اے ٹی PAT کے دھرنوں سے پیدا ہونے والی صورتحال کو ختم کرنے میں اپوزیشن جماعتوں نے بہت مثبت کردار ادا کیا۔ اس معاونت کا اظہار پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں تمام پارٹیوں بشمول پی پی پی پی PPPP، پی ایم اے پی PMAP، این پی NP وغیرہ کی طرف سے کیا گیا۔ پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں، جس کا انعقاد 2 ستمبر 2014 کو ہوا، اس بات کا اظہار کیا گیا کہ پارلیمنٹ منتخب وزیراعظم کے ساتھ ہے اور جمہوریت کی بقا میں اپنا کردار ادا کرنے کو تیار ہے۔ مزید یہ کہ اپوزیشن جرگہ بھی تشکیل دیا گیا۔ جس میں PPPP، NP، PML اور JI کے اراکین شامل تھے۔ انہوں نے PTI، PAT اور حکومت کے درمیان ان تنازعات کے حل میں اہم کردار ادا کیا جن کا تعلق الیکشن میں دھاندلی سے تھا۔ اگرچہ ان کے کوششیں رنگ نہ لائیں۔

2014 میں اس بات کا مشاہدہ کیا گیا کہ عوام پی ٹی آئی اور پی اے ٹی کے احتجاج کے باوجود PML-N کی حکومت گرانے اور جمہوریت کو کمزور کرنے کے حق میں نہیں تھے۔ باوجودیکہ ڈی۔ چوک پر بڑے پیمانے پر عوام کا ہجوم اکٹھا ہوا پھر بھی عمران خان کی کال پر سول نافرمانی کی تحریک پر عمل نہ ہوسکا۔

پاکستان میں جمہوریت کو کمزور کرنے والے عوامل اور پیش ہائے رفت

PML-N کی موجودہ حکومت کو گرانے کیلئے پی ٹی آئی اور پی اے ٹی نے جو احتجاج کیا، اس نے جمہوریت کو کمزور کرنے میں سب سے بڑا کردار ادا کیا۔ پی ٹی آئی کا آزادی مارچ اور پی اے ٹی کا انقلاب مارچ دونوں نے مل کر 14 اگست 2014 کو اپنے احتجاجی مارچوں کا آغاز کیا۔ پی ٹی آئی کے احتجاج کی وجہ، ان کے مطابق 2013 کے عام انتخابات میں ہونے والی بڑے پیمانے پر دھاندلی تھی جس کی وجہ سے PML-N، PPPP وغیرہ جیسی جماعتیں اقتدار میں آئیں[4]۔ اس

حوالے سے پی ٹی آئی نے اپنا چھ نکاتی ایجنڈا بھی پیش کیا جو درج ذیل پر مشتمل تھا:

i) وزیر اعظم نواز شریف کا استعفا

ii) اسمبلیاں تحلیل کر دی جائیں اور تمام صوبائی اور قومی اسمبلی میں دوبارہ انتخابات کرائے جائیں۔

iii) انتخابی اصلاحات عمل میں لائی جائیں۔

iv) تمام سیاسی جماعتوں اور فریقین کی مشاورت سے ایک غیر جانبدار قائم مقام حکومت قائم کی جائے۔

v) الیکشن کمیشن کے تمام ارکان مستعفی ہو جائیں۔

vi) آئین کے آرٹیکل 6 کے تحت 2013 کے عام انتخابات میں دھاندلی میں ملوث افراد کا احتساب کیا جائے۔

بعد ازاں عمران خان، وزیر اعظم کے استعفیٰ کے مطالبے سے دستبردار ہو گئے اور انہوں نے 14 اگست، 2014 سے لے کر 17 دسمبر 2014 تک ہونے والے دھرنے کو بھی ختم کر دیا۔

جس وقت پی ٹی آئی نے اپنے منصوبوں کا اعلان کیا تھا، اسی وقت مولانا طاہر القادری کی سیاسی جماعت پی اے ٹی نے بھی ایسے ہی احتجاج کا اعلان کر دیا تھا۔ ان کے احتجاج کا مقصد پورے سیاسی نظام کو تبدیل کرنا، موجودہ وزیر اعظم نواز شریف کی برطرفی، معاشی اصلاحات اور پورے ملک میں میرٹ کی بنا پر مقامی حکومتیں قائم کرنا تھا۔ مولانا طاہر القادری کے لانگ مارچ کی وجہ، 17 جون 2014 کو لاہور میں ماڈل ٹاؤن میں ہونے والا واقعہ تھا۔ اس واقعے کے دوران پی اے ٹی کے کارکنوں اور پنجاب پولیس میں جھڑپیں ہوئیں جن میں کئی مظاہرین پولیس کی گولیوں کا نشانہ بنے۔ یہ لڑائی 11 گھنٹے جاری رہی اور اس وقت شروع ہوئی جب پولیس کے اینٹی اینکروچمنٹ سکواڈ Anti Enerochoment Squad نے منہاج القرآن اور پی اے ٹی کے بانی مولانا طاہر القادری کی ماڈل ٹاؤن لاہور میں واقع رہائش گاہ کے سامنے رکاوٹیں ہٹانا شروع کیں۔

احتجاج کرنے والی جماعتوں کے دھرنوں کی وجہ سے صورتحال سنگین ہوتی گئی اور 31 اگست، 2014 کو جب انہوں نے ریڈ زون کی طرف بڑھنا شروع کیا جہاں اہم سرکاری عمارتیں مثلاً پارلیمنٹ جیسے ادارے موجود تھے، تو پولیس نے مظاہرین پر کریک ڈاؤن کیا۔[5]

اگست اور ستمبر 2014 کے مہینوں میں حکومت گرنے کے بارے میں شدید شک وشبہات موجود تھے۔ تاہم 21 اکتوبر 2014 کو مولانا طاہر القادری نے یہ کہہ کر دھرنا ختم کر دیا کہ وہ آئندہ انتخابی سیاست میں حصہ لیں گے اور احتجاج کو پورے ملک میں پھیلایا جائے گا۔ دسمبر 2014 میں عمران خان نے پورے ملک میں احتجاجی ریلیاں نکالنے کا اعلان کیا جس کا مقصد شہری سرگرمیوں کو مفلوج کرنا تھا۔ لیکن 16 دسمبر، 2014 کو پشاور میں ہونے والے سانحے کی وجہ سے انہوں نے اپنا احتجاج ختم کر دیا۔[6]

پاکستان میں جمہوریت کی کمزوری کا باعث بننے کی ایک اور وجہ یہ بھی تھی کہ موجودہ حکومت کی کارکردگی بہت کمزور رہی جس کی

وجہ سے جمہوریت میں عدم استحکام آیا۔ وہ شعبہ جات جہاں حکومت کی کارکردگی غیر تسلی بخش رہی ان میں توانائی اور پروڈکشن مینجمنٹ، بچوں کو حفاظتی ٹیکے لگانا اور پولیو وائرس کا تیزی سے پھیلنا، اور انسداد دہشت گردی کی ایک جامع پالیسی بنانے میں تاخیر شامل ہیں۔

اس عرصے میں ایک اور خامی بھی نظر آئی جس کا تعلق ملک کے تین صوبوں بشمول اسلام آباد دارالخلافہ میں بلدیاتی انتخابات کا انعقاد نہ ہونا تھا۔ یوں تینوں صوبوں کی حکومتیں آئین کے آرٹیکل 140 پر عمل نہ کر سکیں۔

زیر بحث عرصے کے دوران ملک میں انتہا پسندی میں قابل ذکر اضافہ ہوا۔ ملک میں خوف کی فضا قائم رہی جس کی وجہ سے سویلین انتظامیہ، میڈیا، منتخب عوامی نمائندے اور عدلیہ اپنے فرائض ادا کرنے میں ہچکچاہٹ کا شکار رہے۔ اس کی ایک مثال پشاور سانحے کے بعد ملٹری کورٹس کا قیام ہے کیونکہ دہشت گردی کے مقدمات میں سزاؤں کی شرح بہت کم رہی۔ پنجاب پراسیکیوشن ڈیپارٹمنٹ Punjab Prosecution Department کے اعداد و شمار سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ دہشت گردی کے مقدمات کی بڑی تعداد میں ملزمان بری ہو جاتے تھے کیونکہ گواہان جو گواہی دوران تفتیش دیتے تھے، اسے دباؤ کی وجہ سے بعد ازاں تبدیل کر لیتے تھے[7]۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک اور مسئلہ بھی پیدا ہوا۔ دہشت گردوں کے بیانات پر سیاسی جماعتوں کا نقطہ نظر ہمیشہ غیر واضح رہا اور دوسری طرف عوام میں بھی یہی کیفیت پائی جاتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ 2014 میں کافی عرصے تک بہت سے فریقین انتہا پسندوں کے ساتھ بات چیت میں مصروف رہے۔

ایک اور مسئلہ جس نے جمہوری ترقی کو متاثر کیا وہ اس عرصے کے دوران بڑھتا ہوا سول ملٹری تناؤ تھا جس کی اہم وجوہات درج ذیل ہیں:

i) وزیراعظم کا جنرل (ریٹائرڈ) پرویز مشرف کے خلاف غداری کا مقدمہ شروع کرنے کا فیصلہ۔

ii) بھارت کے وزیراعظم نریندر مودی کی حلف برادری کی تقریب میں شرکت کا وزیراعظم کا فیصلہ۔

iii) سینئر صحافی حامد میر پر حملہ اور سویلین اور ملٹری لیڈر شپ کی جانب سے اس پر مختلف آراء کا اظہار۔

iv) فوجی قیادت کی مرضی کے خلاف، حکومت (ملک کی اہم سیاسی پارٹیوں) کی طرف سے طالبان کے خلاف کارروائی کرنے کی بجائے، ان سے بات چیت کی کوشش۔

v) فوجی قیادت پر یہ الزامات کہ انہوں نے مبینہ طور پر پی اے ٹی اور پی ٹی آئی کا ساتھ دیا۔

ملک کے خارجہ اور سیکورٹی امور میں فوج کا اثر بڑھنے لگا جس کا اظہار فوجی عدالتوں کے قیام کے فیصلے، پاک بھارت تعلقات میں کمی اور آرمی چیف جنرل راحیل شریف کے بڑھتے ہوئے بین الاقوامی دوروں سے ہوتا ہے جب کہ منتخب حکومتی نمائندوں اور وزیراعظم نواز شریف کی ایسے امور میں مداخلت کم رہی۔

زیر نظر عرصے میں میڈیا کے بارے میں کئی تنازعات نے جنم لیا

جس کی ایک وجہ ایڈیٹوریل Editorial ذمہ داری کی کمی تھی تو دوسری طرف جیو کے حامد میر پر حملہ اور پاکستان الیکٹرونک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی (PEMRA) کی نااہلیت تھی۔ مذکورہ اتھارٹی، پاکستان براڈ کاسٹرز ایسوسی ایشن (PBA) کے ساتھ مل کر میڈیا کا ایک مضبوط ضابطہ اخلاق تیار کرنے میں ناکام رہی۔ اتھارٹی اور ایسوسی ایشن میڈیا قواعد کو نافذ کرنے اور ذمہ داران کو سزا دینے میں بھی کامیاب نہ ہو سکے۔ جس کی مثال یہ ہے کہ اے آر وائی کے ٹی وی اینکر مبشر لقمان کی جانب سے حکومتی اراکین اور عدلیہ کے خلاف براہ راست الزامات لگائے گئے لیکن انہیں احتساب کے کٹہرے میں نہ لایا جا سکا۔ آخر میں، اگرچہ حکومت کو اس حوالے سے پی ٹی آئی اور پی اے ٹی کی طرف سے سخت تنقید کا سامنا کرنا پڑا لیکن اس کے باوجود وہ انتخابی اصلاحات پر عمل نہ کر سکی۔ ادھر انتخابی اصلاحات کی پارلیمانی کمیٹی بھی وقت گزر جانے کے باوجود انتخابی اصلاحات کیلئے اپنی سفارشات پیش نہ کر سکی۔[8]

اگرچہ ووٹ کے عمل کو مضبوط کرنے سے جمہوریت کو فروغ ملتا ہے، جیسا کہ 2013 کے عام انتخابات میں ہوا، لیکن اس کے باوجود جمہوریت کیلئے وہ تمام کوششیں بھی ضروری ہیں جن کے ذریعے طاقتور کو قانون کے ماتحت لایا جائے۔ حالانکہ ووٹ دینے کا عمل چند ماہرین کے مطابق پاکستان کے گزشتہ انتخابات کے مقابلے میں 2013 کے عام انتخابات میں بہت بہتر تھا، لیکن جمہوریت کو مضبوط کرنے کی کوششیں بہت کمزور رہیں جس کے نتیجے میں جون 2014 سے دسمبر 2014 کے دوران پاکستان میں جمہوریت کو فروغ نہ مل سکا۔

پلڈاٹ کے جمہوری جائزہ گروپ کی جانب سے جمہوریت کے سکورز

مذکورہ بالا کی روشنی میں، گروپ نے جمہوریت کے مجموعی معیار پر جو سکورز پیش کئے ہیں وہ 2012-2013 کے سکور (54%) کے مقابلے میں جون 2013 تا جولائی 2014 میں کافی کم ہوئے ہیں (جولائی 2014 میں 47.4% اور اگست 2014 تا دسمبر 2014 میں 44.3%)۔

جمہوریت کے مجموعی معیار کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ، گروپ نے پاکستان کے لئے مخصوص جائزہ فریم ورک کے بقیہ 12 عوامل پر بھی اپنے سکورز پیش کئے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

اگرچہ DAG جائزے کے مطابق جمہوری معیار کی مجموعی صورتحال میں ابتری آئی ہے، تاہم بقیہ بارہ سکورز کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ جمہوریت کے کئی پہلوؤں میں بہتری بھی آئی ہے یعنی 2012 - 2013 میں (41.3%) کے مقابلے میں ان میں اضافہ ہوا ہے (44.2% اور 45.7%)۔

جون 2013 تا جولائی 2014 اگست 2014 تا دسمبر 2014 کے حوالے سے کم ہونے والے اور بڑھنے والے سکورز کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:

گروپ کے پیش کئے جانے والے سکورز کے برعکس، جولائی 2014 میں پلڈاٹ نے رائے عامہ معلوم کرنے کیلئے سروے کروایا جس سے پتہ چلا کہ جمہوریت کے مجموعی معیار کو مثبت عوامی تائید ملی (56%) جبکہ 67% افراد نے جمہوریت کو بہترین طرز حکمرانی قرار دیا۔ پاکستان کے لئے مخصوص جائزہ فریم ورک کے اعداد و شمار کے مطابق DAG سکورز اور ان کے ساتھ ساتھ رائے عامہ کے سکورز کا ذیل میں موازنہ کیا گیا ہے:

جدول 1: پاکستان کے لئے مخصوص جمہوری جائزہ فریم ورک کے پیمانے

نمبر شمار	پیمانہ
1	جمہوریت کا مجموعی معیار
2	پارلیمان اور صوبائی اسمبلیاں
3	وفاقی اور صوبائی حکومتیں
4	غیر منتخب انتظامیہ/ بیوروکریسی
5	عدلیہ/ انصاف تک رسائی
6	میڈیا
7	مقامی حکومت
8	آئینی فریم ورک
9	قانون کی حکمرانی
10	انتخابی عمل اور انصرام
11	سیاسی جماعتیں
12	سول سوسائٹی (لیبر یونینز، NGOs وغیرہ)
13	انسانی حقوق

جدول 2: 2012 تا 2013 جون 2013 تا جولائی 2014 اور اگست 2014 تا دسمبر 2014 کے لئے سب سے زیادہ اور سب سے کم سکور والے پیمانے

نمبر شمار	DAG سکور کی مدت	سب سے زیادہ سکور والا پیمانہ	سب سے کم سکور والا پیمانہ
1	2013	آئینی فریم ورک (55.2%)	انسانی حقوق (25.8%)
2	جون 2013 تا جولائی 2014	آئینی فریم ورک (54.1%)	مقامی حکومت (32.1%)
3	اگست 2014 تا دسمبر 2014	آئینی فریم ورک (57.2%)	مقامی حکومت (18.8%)

شکل 1: جمہوری پیمانوں کے لئے DAG سکور اور رائے عامہ کے سروے کے سکور کا تقابلی جائزہ

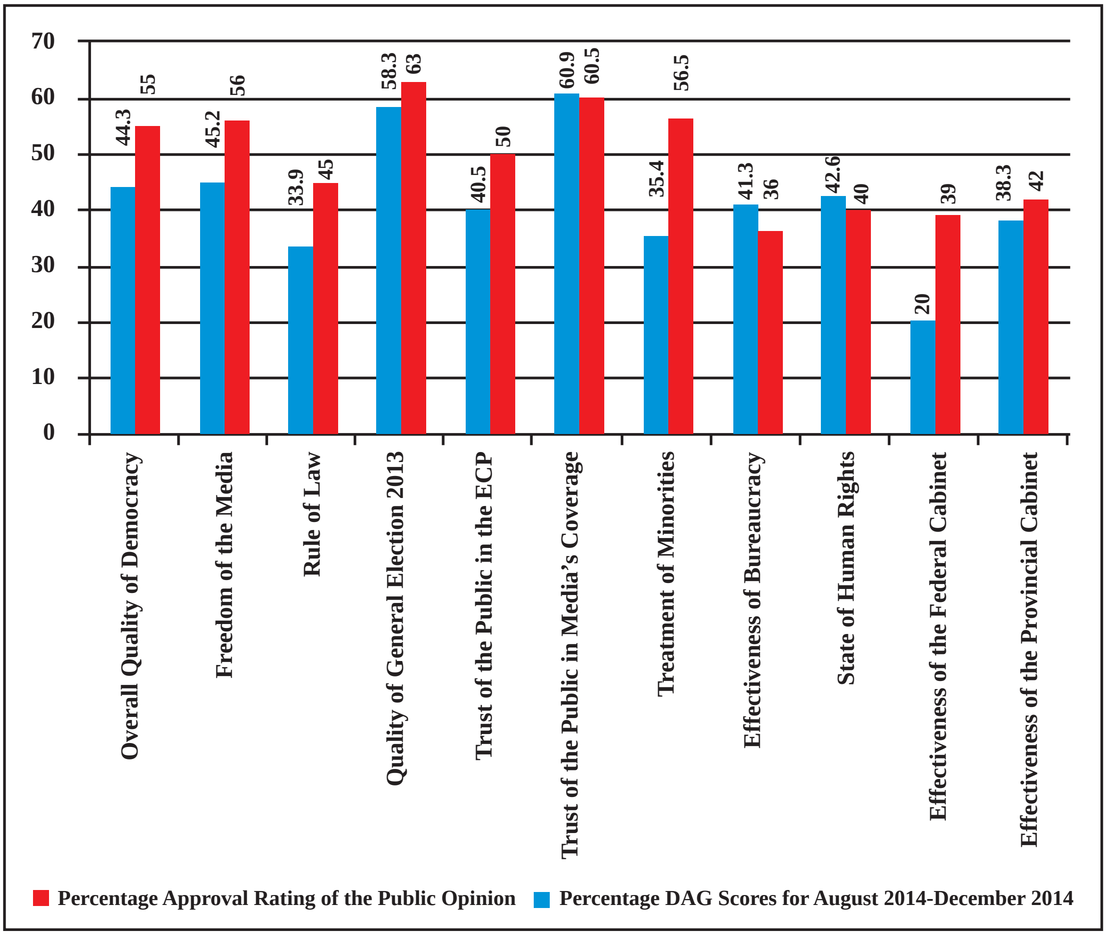

پاکستان کے لئے مخصوص فریم ورک کے بقیہ بارہ عوامل کو 2013-14 کے DAG کے اوسط سکوروں کے مطابق تین بڑے گروپوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ سب سے پہلا گروپ' جس کا DAG سکور اوسطاً 50% رہا' اس میں تین غیر سیاسی ریاستی ادارے اور ایک غیر ریاستی سیاسی ادارہ شامل ہے۔ DAG نے اس عرصے کے لئے سب سے زیادہ سکور (54% اور 57%) آئینی فریم ورک کو دیا جبکہ گزشتہ سال یہ سکور 55% تھا۔ اس سکور کی وجہ پہلی بار ایک سویلین حکومت سے دوسری سویلین حکومت کو اقتدار کا منتقل ہونا اور جنرل (ریٹائرڈ) پرویز مشرف پر آئین توڑنے کے جرم میں فرد جرم عائد ہونا تھا۔

عدلیہ/انصاف تک رسائی کو گزشتہ سال کے DAG سکور 43.5% کے مقابلے میں اس سال بہتری حاصل ہوئی (52.6% اور 54.9%)۔ عوامی رائے کے سروے میں عدلیہ کے موثر ہونے کے حق میں 49% اور 62% نے اس پر اعتماد کا اظہار کیا۔

انتخابی عمل اور انصرام کو گزشتہ سال DAG کے 53.8% سکور کے مقابلے میں 50% اور 53.9% سکورز ملے۔ اس کے مقابلے میں عوامی رائے کے مطابق 50% نے ای سی پی پر اعتماد کا اظہار کیا اور تقریباً 85% نے اصلاحات کی ضرورت پر زور دیا جبکہ 63% نے انتخابات کے معیار کو سراہا۔

سول سوسائٹی کو 2012-2013 میں ملنے والے 46.4% کے مقابلے میں DAG کے 47 فیصد اور 56 فیصد سکورز حاصل ہوئے۔

دوسرا گروپ جس کے اوسطاً DAG سکورز 14-2013 کے لئے 49-40 فیصد رہے اس میں غیر حکومتی اور غیر سیاسی ریاستی جمہوری ادارے شامل ہیں۔ غیر منتخب انتظامیہ کو DAG نے 50 فیصد (49.5 فیصد اور 48.3 فیصد) سے کم درجہ دیا جبکہ گزشتہ سال یہ سکور 36.9 فیصد تھا یعنی یہ قدرے بہتر بات ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پی ایم ایل (ن) کی حکومت نے بڑے حکومتی نیم خودمختار اداروں کے سربراہان کا انتخاب ایک شفاف طریق کار سے کیا اور یہ کام ایک خودمختار ریکروٹمنٹ کمیٹی Recruitment Committe نے انجام دیا۔ لیکن اس میں ایک خامی یہ بھی تھی کہ وفاقی حکومت نے بہت سے اہم بیوروکریٹس کو بڑے متنازعہ انداز میں عہدوں سے ہٹایا۔ تاہم بیوروکریسی کے بارے میں عوامی آراء 36 فیصد رہیں جو منفی رجحان ہے۔

سیاسی جماعتوں کے بارے میں DAG سکورز (43.9 فیصد اور 45.7 فیصد) 2013 کے سکور (45.4 فیصد) سے ملتے جلتے رہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ماسوائے چند ایک سیاسی جماعتوں کے، اکثر جماعتوں نے اپنے داخلی نظام کو جمہوری معیار کے مطابق درست نہیں کیا۔ ایسی جماعتوں میں ٹرانسپرنسی کی کمی رہی اور ان پر چند خاندانوں کی حکمرانی قائم رہی۔ عوامی رائے کے مطابق PML-N کو اپنے سیاسی کلچر کو جمہوری بنانے کی وجہ سے سب سے زیادہ ریٹنگ ملی یعنی 55 فیصد جبکہ ایم کیو ایم کو سب سے کم 18 فیصد ملا۔ پی پی پی کو 43 فیصد سکورز، پی ایم ایل کو 26 فیصد، پی ٹی آئی کو 50 فیصد، جے یو آئی، ایف کو 23 فیصد اور جے آئی کو 34 فیصد سکور ملا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ سیاسی جماعتوں میں داخلی جمہوریت کے بارے میں پلڈاٹ کی رپورٹ کے مطابق جے آئی اور پی ٹی آئی کو سب سے زیادہ سکورز ملے جبکہ پی پی پی اور پی ایم ایل این کو سب سے کم سکورز ملے۔[9]

میڈیا کیلئے اوسطاً DAG سکورز 42.8 فیصد اور 53.1 فیصد ہیں جو 2013 کے سکور (47.4 فیصد) سے ملتے جلتے تھے۔ اگرچہ ان سکورز میں جولائی 2014 سے جنوری 2015 تک اضافہ ہوا۔ میڈیا پر جو الزامات عائد کیے گئے ان میں میڈیا کی طرف سے ریاستی اداروں کے بارے میں جھوٹی افواہیں پھیلانا، گستاخانہ مذہبی مواد دکھانا، ہمیشہ شکایتی انداز اختیار کرنا، خبروں کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنا اور ایڈیٹوریل احتساب کا نہ ہونا شامل ہیں۔ پیمرا ابھی سیاسی دباؤ اور سپریم کورٹ کے حکم امتناعیوں کی وجہ سے ان مسائل کو حل کرنے میں ناکام رہی۔ یہی وجہ ہے کہ میڈیا کے لئے ایک ضابطے کی اشد ضرورت ہے۔ مزید یہ کہ پاکستان براڈکاسٹرز ایسوسی ایشن Pakistan Brodcasters Association (PBA) نے کوئی ضابطہ اختیار نہیں کیا۔ پھر بھی میڈیا کے بارے میں عوامی رائے مثبت رہی۔ میڈیا کی خودمختاری پر 56 فیصد، الیکٹرانک میڈیا پر اعتماد 64 فیصد اور پرنٹ میڈیا پر اعتماد کیلئے 57 فیصد مثبت سکورز دیئے گئے۔

انسانی حقوق کو DAG سکورز میں پچھلے سال 25.8 فیصد کے مقابلے میں زیادہ سکور ملا (42.1 فیصد اور 42.6 فیصد) مقابلتاً عوامی رائے کے مطابق ہیومن رائٹس کو صرف 40 سکورز ملے۔

قانون کی حکمرانی/ملٹری پر سویلین حکومت کی برتری کوDAG کے 50 فیصد سے کم سکور ملا' جبکہ گزشتہ سال کے سکورز (40.7 فیصد اور 33.9 فیصد بمقابلہ 29.4 فیصد) کے مقابلے میں ان میں مجموعی اضافہ دیکھنے میں آیا۔لیکن جولائی 2014 اور جنوری 2015 کے دوران اس رجحان میں کمی آئی۔اس عرصے میں سول ملٹری تعلقات میں بہت زیادہ تناؤ آیا جبکہ ملٹری کو بتدریج زیادہ اثر ورسوخ حاصل ہوا۔اس سلسلے میں ایک اہم پیشرفت ہوئی جس کے تحت کابینہ کی ڈیفنس کمیٹی کو نیشنل سیکورٹی کمیٹی (NSC) سے تبدیل کردیا گیا۔لیکن اس کے باوجود اس کمیٹی میں فیصلہ سازی کے کردار اور مسلح افواج کے سربراہان کی رکنیت کے بارے میں نظر ثانی کی ضرورت ہے اور اسے اس طرح کے بین الاقوامی فورمز کے برابر لانا چاہیے۔26 فروری' 2014 کو قومی اسمبلی میں پاکستان کی پہلی نیشنل انٹرنل سیکورٹی پالیسی NISP پیش کی گئی۔رائے عامہ کے سروے کے مطابق فوج پر جمہوری کنٹرول کی صرف 45 فیصد نے تائید کی جبکہ صرف 19 فیصد نے فوجی حکومت کی حمایت کی۔

پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کو گزشتہ سال 44.9 فیصد کے مقابلے میں کم DAG سکور ملا یعنی 40.5 فیصد اور 44.8 فیصد۔سب سے زیادہ کمی مختلف شعبہ ہائے زندگی کی مقننہ میں نمائندگی کے ذیلی سوالات میں دیکھنے میں آئی۔اسمبلیوں کی قانون سازی کے حوالے سے کارکردگی کے بارے میں DAG سکور میں خاصی کمی آئی۔لیکن دوسری طرف اسمبلیوں کی کارکردگی کے بارے میں عوامی رائے 48 فیصد تھی جبکہ 60 فیصد نے اسمبلیوں پر اعتماد ظاہر کیا۔

قومی اور صوبائی حکومتوں/کابینہ ہائے کو گزشتہ سال کے 44.9 فیصد سکور کے مقابلے میں کم سکورز ملے (34.5 فیصد اور 38.3 فیصد)۔عام تاثر یہ رہا کہ پانچوں cabinets مکمل طور پر بااختیار نہیں بلکہ ان کے فیصلے صرف ان کے سربراہان کرتے ہیں۔یہ cabinets جمہوری نظام کو مضبوط بنانے میں ناکام رہیں اور مختلف حکومتی اداروں کے درمیان رابطہ بھی قائم نہ رکھ سکیں۔بیوروکریسی کی کارکردگی کو بھی بہتر نہ بنایا جا سکا۔DAG سکورز کے مقابلے میں حکومتوں کے حق میں عوامی رائے 38.3 فیصد رہی۔

بلدیاتی حکومتوں کے بارے میں سکورز بہت کم رہے۔اگرچہ جولائی 2014 میں یہ سکور 32 فیصد رہا' جس کی اہم وجہ بلوچستان میں بلدیاتی انتخابات کا انعقاد تھا' تاہم بعد میں یہ سکور کم ہوتا گیا۔2015 میں 18.8 فیصد تک رہ گیا۔اس کی وجہ یہ تھی کہ ملک کے دوسرے صوبوں میں بلدیاتی انتخابات نہ ہو سکے۔

نیچے دیئے گئے جدول میں سال 2013 سے جنوری 2015 تک کے DAG کے 13 عوامل کے سکورز کا مجموعی موازنہ پیش کیا گیا ہے۔

جدول 3: پاکستان کے لئے مخصوص فریم ورک کے لئے DAG سکور کا موازنہ اور رجحانات

نمبر شمار	پیمانہ	2012-2013 کے لئے فیصد سکور	2014-2013 کے لئے فیصد سکور	رجحان
1	جمہوریت کا مجموعی معیار	54	44.3	↙
2	پارلیمان اور صوبائی اسمبلیاں	44.9	44.8	←
3	وفاقی اور صوبائی حکومتیں	44.9	38.3	↙
4	غیر منتخب انتظامیہ / بیوروکریسی	36.9	48.3	↖
5	عدلیہ / انصاف تک رسائی	43.5	54.9	↖
6	میڈیا	47.2	53.1	↖
7	مقامی حکومت	22.7	18.8	↙
8	آئینی فریم ورک	55.2	57.2	←
9	قانون کی حکمرانی	29.4	29.4	↖
10	انتخابی عمل اور بندوبست	53.8	53.8	←
11	سیاسی جماعتیں	45.4	45.4	←
12	سول سوسائٹی	46.4	46.4	↖
13	انسانی حقوق	25.8	42.6	↑

مجموعی طور پر 14-2013 کے دوران 13 عوامل میں سے تقریباً دوتہائی یعنی 8 عوام کے DAG سکورز کا اوسطاً جائزہ لیا جائے تو ان میں مثبت پیشرفت نظر آتی ہے۔ DAG نے منتخب ریاستی اداروں کو کم ترین سکورز دیئے ہیں لیکن آئینی ترامیم، انتخابی عمل اور عدلیہ، میڈیا اور سول سوسائٹی کو زیادہ سکورز دیئے ہیں۔

مجموعی طور پر پاکستان نے ایک ایسے ملک سے جہاں جمہوری تبدیلی آ رہی ہو، ایسے ملک کا درجہ حاصل کر لیا جسے ہم جمہوری طور پر مستحکم ملک قرار دے سکتے ہیں۔ یعنی ایک ایسا جمہوری طریق کار جس میں کوئی مداخلت نہ ہو، جہاں انتخابات کا باقاعدہ طور پر انعقاد ہوا اور فوج کا کردار کم ہوتا چلا جائے۔ دراصل پاکستان کی جمہوریت کو دیگر خامیوں کے ساتھ ساتھ جس سب سے بڑے چیلنج کا سامنا رہا وہ ہے فوج کا غیر رسمی اختیارات استعمال کرنا۔ اس عرصے کے دوران فوج کے اس اختیار کو کم کر دیا گیا ہے اور یہی بات ایک مستحکم جمہوری ملک

کے قیام میں مددگار رہوتی ہے۔لیکن اس مقصد کیلئے عدلیہ، میڈیا
، سیاسی جماعتوں اور سول سوسائٹی کومل کر کوششیں کرنا پڑتی ہیں
اور منتخب اداروں کو مسلسل معاونت فراہم کرنا ہوتی ہے۔

پاکستانی جمہوریت کے معیار میں بہتری لانے کے لئے'
پلڈاٹ درج ذیل سفارشات پیش کررہا ہے:

i) پنجاب' سندھ اور خیبر پختونخواہ میں بلدیاتی انتخابات کرائے جائیں اور باقاعدہ فعال مقامی حکومتیں قائم ہوں۔مزید یہ کہ پارلیمنٹ کو فاٹا اور اسلام آباد دارالخلافہ میں بلدیاتی انتخابات کرانے کیلئے قانون سازی کرنی چاہیے۔وہاں ایسی مقامی حکومتیں قائم کی جائیں جن کو آئینی تحفظ حاصل ہو اور صوبائی حکومتیں ان میں مداخلت نہ کرسکیں۔ صوبوں اور الیکشن کمیشن آف پاکستان پر یہ لازم ہو کہ وہ باقاعدگی سے بلدیاتی انتخابات کرائیں۔

ii) تمام cabinets کو چاہیے کہ وہ سرکاری محکموں کی کارکردگی بہتر بنانے اور پالیسی سازی میں مفید کردار ادا کریں۔اسی حوالے سے قواعد کار کے تحت یہ لازم کردیا جائے کہ کابینہ ہفتہ وار اجلاس بلائے جس میں وزارتوں کی کارکردگی کا باقاعدہ طور پر جائزہ لیا جائے اور اہم معاملات پر مفید بحث کی جائے۔قواعد کار Rules of Busness میں ضروری ترمیم کی جائے تا کہ اس بات کو لازمی قرار دیا جاسکے کہ تمام فیصلے' براہِ راست چیف ایگزیکٹو کی بجائے کابینہ کے ووٹ سے کئے جائیں' جیسا کہ اسرائیل میں ہوتا ہے۔

iii) اسمبلیوں کو قانون سازی کے عمل کو بہتر بنانا چاہیے اور کمیٹیوں کو مزید فعال بنانے کیلئے حوالہ جات کی شرائط Terms of Reference کو تحریری طور پر ٹائم فریم کے ہمراہ شائع کرنا چاہیے۔ منتخب اور غیر منتخب شدہ انتظامیہ کی بھرپور نگرانی ہونی چاہیے۔قانون ساز کمیٹیوں کے اراکین کو TAs، DAs وغیرہ اور دیگر مراعات سخت شرائط پر دی جائیں تا کہ وہ کمیٹیوں میں اپنی حاضری اور کارکردگی کو بہتر بنائیں جیسا کہ قواعد اس بات کا تقاضا کرتے ہیں۔

iv) وزیراعظم کو چاہیے کہ وہ حقیقی انداز میں ملٹری پر سویلین کنٹرول کی تائید کریں۔زیر بحث عرصے میں خامیوں کے باوجود' سویلین حکومت کو سیکورٹی ایجنسیوں کی نگرانی کو بہتر بنانا چاہیے تا کہ سیکورٹی اور خارجہ پالیسی کا کام حکومت ہی سرانجام دے۔ اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ نیشنل سیکورٹی کمیٹی کا جائزہ لے کر اسے از سرِ نو تشکیل دیا جائے تا کہ اس کے فیصلہ سازی کے کردار اور مسلح افواج کے سربراہان کی رکنیت کو دیگر ایسے عالمگیر فورمز کے مطابق لایا جاسکے۔کمیٹی کا اجلاس مہینے میں ایک بار منعقد ہو جس میں اہم سیکورٹی امور پر بات چیت کی جائے جنہیں وزیراعظم کے حتمی فیصلے سے طے کیا جائے۔وزیراعظم اور آرمی چیف کے درمیان رابطوں اور ملاقاتوں کے لئے وفاقی وزیر دفاع اور سیکرٹری دفاع کے کردار کو مزید موثر بنایا جائے۔غیر متعلقہ افسران مثلاً وزیراعلیٰ پنجاب' جناب شہباز

شریف کے ذریعے آرمی چیف کے ساتھ رابطہ قائم نہیں ہونا چاہئے۔

v) پاکستان براڈ کاسٹرز ایسوسی ایشن کو ایک باضابطہ ریگولیٹری ادارہ بنانا چاہیے تاکہ ایک ذمہ دار جرنلزم کو فروغ حاصل ہو اور حکومت کی طرف سے پابندیاں اور قواعد نافذ کرنے کی ضرورت نہ پڑے۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ ریگولیٹری فریم ورکس کی حوصلہ افزائی کرے اور ان پر عملدرآمد کے لئے موثر نگرانی کا طریق کار وضع کرے۔ پیمرا کی خود مختاری اور افادیت میں اضافہ کرنا چاہیے۔ میڈیا کے مالکان کو مزید جوابدہ بنانا چاہیے۔ پیمرا کو مزید موثر بنانے کیلئے پیمرا کے فیصلوں پر نظرثانی کے لئے عدالتوں کی صلاحیت میں اضافہ کرنا چاہیے۔ پیسوں اور دباؤ کے ذریعے میڈیا کی کارکردگی کو متاثر کرنے والی کوششوں کے خلاف اقدامات اٹھائے جائیں اور میڈیا کو مضبوط بنایا جائے۔

vi) سول سوسائٹی کے حوالے سے ایسی قانون سازی کی جائے جس سے نہ صرف ان کی آزادی اور خود مختاری میں اضافہ ہو سکے بلکہ انہیں اپنے پروگراموں کو بہتر بنانے میں مدد ملے۔

vii) غیر منتخب انتظامیہ کے اندر پیشہ ورانہ صلاحیت، خود مختاری اور کیریئر کے تحفظ کو بہتر بنانے کی اشد ضرورت ہے۔ مزید یہ کہ بہت عرصے سے خالی اسامیوں، مثلاً اہم حکومتی کارپوریشنوں اور خود مختار اداروں کے سربراہان کی فوراً تعیناتی کی جائے اور اس عمل میں میرٹ اور شفافیت کے ساتھ ساتھ مدت ملازمت کو تحفظ فراہم کرنے کو بھی یقینی بنایا جائے۔

viii) 2013 کے عام انتخابات میں دھاندلی کے الزامات کی تحقیقات کرائی جائیں تاکہ انتخابات پر عوام کا اعتماد قائم رہے۔ ملک میں حقیقی انتخابات منعقد کرانے کیلئے انتخابی اصلاحات لانی چاہیئں۔ عبوری حکومتوں اور انتخابی افسران کے انتخاب یا تقرری کی میعاد معین ہونی چاہیے۔ مردم شماری کا انعقاد کرایا جائے۔ نئی حلقہ بندیاں کی جائیں، انتخابی فہرستوں کی تصدیق کی جائے، جدید ٹیکنالوجی کا استعمال کیا جائے۔ امیدوار کی اہلیت کے اصول واضح ہوں، سیاسی جماعتوں میں داخلی جمہوریت کے قیام کا اختیار الیکشن کمیشن کے پاس ہو، چیف الیکشن کمشنر اور ای سی پی کے اراکین کے لئے عدالتی شعبے سے تعلق رکھنے کی اہلیت کی شرائط کو ختم کیا جائے۔ عبوری حکومت کے قیام کے لئے سب فریقین کو مشاورت میں شامل کیا جائے۔ اسی طریقے سے چیف الیکشن کمشنر اور دیگر اراکین ای سی پی کا بھی باہمی مشورے سے تقرر کیا جائے۔ ای سی پی سٹاف ممبرز کے بھرتی کے طریق کار، ترقیوں اور دوران ملازمت تربیت میں ضروری تبدیلیاں لائی جائیں، تمام درخواستوں کو چار مہینوں میں نمٹانے کے اضافی اقدامات کیے جائیں۔ ایسے طریق کار اختیار کئے جائیں کہ درخواستوں کی تعداد کم ہو سکے اور ان کے فیصلے کے لئے شہادت کے عمل کو موثر بنایا جائے۔ مقامی سیاسی دباؤ سے

بچنے کے لئے پولنگ کے عملے کو تمام علاقوں سے بھرتی کیا جائے، اور ای سی پی کی ویب سائٹ پر ووٹوں کی گنتی کا اندراج موصول ہوتے ہی کر لیا جائے۔[10,11]

ix) عدلیہ کی کارکردگی اور صلاحیت میں اضافہ کیا جائے اور قانونی رخنوں کو دور کیا جائے، بالخصوص عدلیہ کے نچلے درجوں میں تبدیلیاں لائی جائیں اور اسے موثر بنایا جائے۔ ایسا کرنے کے لئے ججوں کی تعداد بڑھائی جائے بالخصوص پنجاب اور سندھ میں عدلیہ کے چار حصوں پر مبنی نظام (یعنی سول کورٹس، ڈسٹرکٹ کورٹس، ہائی کورٹس اور سپریم کورٹ) کی بجائے تین حصوں پر مشتمل عدالتی نظام قائم کیا جائے جیسا کہ امریکہ میں ہوتا ہے تا کہ عدالتی نظام موثر طور پر کام کرے۔

x) ہیومن رائٹس کے بہتر تحفظ اور تمام شہریوں میں مساوات کے قیام کیلئے آئین کی متعلقہ دفعات پر سختی سے عمل کیا جائے اور اس حوالے سے نیشنل کمیشن آن ہیومن رائٹس کو فوری طور پر فعال کیا جائے۔ DAG نے ملٹری کورٹس کے قیام کے لئے آئین میں 21 ویں ترمیم کے ذریعے کی گئی چھیڑ چھاڑ کو بہت منفی انداز میں دیکھا۔ مزید یہ کہ پورے پاکستان کو آئین کی حفاظت کا ضامن بننا چاہیے اور اس کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی اجازت نہ دی جائے۔

xi) پاکستان کے دیگر علاقہ جات مثلاً فاٹا، گلگت بلتستان اور آزاد جموں و کشمیر میں بھی جمہوری حقوق کو ویسے ہی فروغ دیا جائے جس طرح پاکستان کے دوسرے حصوں میں ان پر عملدرآمد کیا جا رہا ہے۔ اس ضمن میں پاکستان کی بین الاقوامی حیثیت کو بھی ملحوظ خاطر رکھا جائے۔

باب 1:
تعارف اور طریق کار

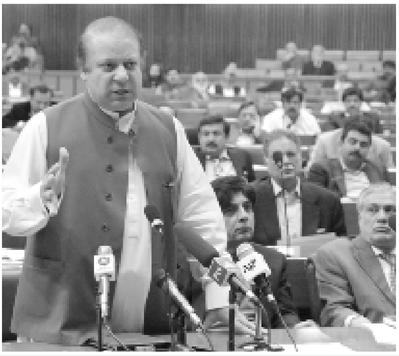

تعارف اور طریق کار

ملکی سطح پر معیارِ جمہوریت کا انحصار دو پیمانوں پر ہے:

۱۔ اولاً ' باقاعدہ اور قابل اعتبار انتخابات کے ذریعے سول حکمرانوں کو مکمل اختیارات حاصل ہوں (جس میں غیر سول اداروں کی رسمی نگرانی کا کوئی کردار نہ ہو)؛

۲۔ ثانیاً ' وہ موثر اور احتسابی طریقے سے حکومت کریں۔ وہ ممالک جن میں صرف پہلا پیمانہ پایا جاتا ہو' انتخابی جمہوریت کہلاتے ہیں جبکہ جن میں دونوں پیمانے موجود ہوں انہیں بالغ یا مکمل جمہوریت تصور کیا جاتا ہے۔

پاکستان میں جمہوریت کی تاریخ زیادہ اچھی نہیں ہے۔ 1947 کے بعد سے اب تک سرسٹھ سالوں کے دوران پاکستان میں صرف چھبیس سالوں کیلئے 1988-99, (1947-51, 1972-77 اور 2008-2014 کے دوران) انتخابی جمہوریت رہی۔ اس عرصہ میں 1985-88 اور 2002-07 کا عرصہ نکال دیا گیا ہے کیونکہ 1985 اور 2002 کے انتخابات عالمی معیار پر پورا اترنے میں بری طرح ناکام رہے اور اس دوران فوجی صدور کی حکومت رہی جن کے پاس منتخب حکومت کی برطرفی کے اختیارات تھے۔ بھارت اور سری لنکا میں آزادی کے بعد سے آنے والی مستحکم جمہوریت کے مقابلے میں پاکستان میں آزادی کے بعد سے مجموعی طور پر 10 مختلف طرح کے ادوار حکومت کا تجربہ ہوا۔ اگرچہ 2008-14 کے دوران طرز حکومت کے معیار سے متعلق جائز تشویش پائی جاتی ہے' پاکستان میں شروع کے جمہوری ادوار کے مقابلے میں اس دوران جمہوریت کے استحکام کی زیادہ کاوشیں انجام دی گئیں۔ اس دوران پاکستان میں پہلی بار درج ذیل اقدامات ہوئے۔

۱۔ عالمی مبصرین کی جانب سے معتبر قرار دیئے جانے والے لگاتار دو انتخابات ہوئے۔

۲۔ 2013 کے انتخابات کے بعد ایک سول حکومت نے دوسری حکومت کو اقتدار منتقل کیا۔

۳۔ مختلف اور نسبتاً آزاد حکومتی اداروں اور جغرافیائی یونٹوں میں اوپر سے نیچے اور ایک سے دوسرے کو اختیارات کی تقسیم میں قابل ذکر پیش رفت ہوئی۔

پلڈاٹ' جو ایک غیر جانبدار پاکستانی تھنک ٹینک ہے' 2002 سے پاکستان میں جمہوریت کے معیار کا باقاعدگی سے جائزہ لے رہا ہے۔ قبل ازیں' پلڈاٹ' سویڈن کے ایک ادارے انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ فار ڈیموکریسی اینڈ الیکٹورل اسسٹنس (IIDEA) کا تیار کردہ جمہوریت کے جائزے کا فریم ورک استعمال کرتا رہا ہے۔ 2012 میں' پلڈاٹ نے طویل غوروفکر اور تمام سٹیک ہولڈرز کی رائے سے پاکستان کے حالات کے تناظر میں جائزے کا ایسا فریم ورک تیار کیا جو پاکستان کی صورت حال کی بہتر عکاسی کرتا ہے۔ اب IIDEA فریم ورک' دیگر ممالک سے عالمی موازنے کیلئے استعمال کیا جاتا ہے' جبکہ پاکستان کے تناظر سے وضع کردہ فریم ورک ملکی حالات کے جائزے کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔

2012 کا فریم ورک دو پہلوؤں پر مرتکز ہے: (جمہوری)

اقدامات اور کارکردگی جن میں دیگر ضمنی پہلو بھی آتے ہیں۔

2013-14 میں پلڈاٹ نے طرز حکومت (گورننس) کے جائزے کا علیحدہ تصور متعارف کروایا جو گزشتہ مربوط جمہوری فریم ورک کی کارکردگی کے پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔ گورننس کا جائزہ ریاستی اداروں کی جانب سے عوامی خدمت کے معیار کا احاطہ کرتا ہے جبکہ جمہوریت کے جائزے میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ ریاست اور دیگر جمہوری ادارے کتنی وسعت اور گنجائش رکھتے ہیں اور کس حد تک جوابدہ ہیں۔ اس طرح، جمہوریت کے جائزے کے نئے فریم ورک میں توجہ کا مرکز صرف اقدامات ہیں۔

اس رپورٹ میں 2013 کے عام انتخابات کے بعد بننے والی 14 ویں قومی اسمبلی، چاروں صوبائی اسمبلیوں اور نئی منتخب حکومتوں کے پہلے ڈیڑھ سال یعنی جون 2013 سے دسمبر 2014 کے عرصے کے دوران کے جائزے کے نتائج دیئے گئے ہیں۔ پلڈاٹ نے ان پہلوؤں کے ساتھ معیارِ جمہوریت کے جائزے کیلئے تین طریقے استعمال کئے:

ا۔ پلڈاٹ کی جانب سے 2013-14 کے دوران جمہوریت کے مختلف پہلوؤں سے متعلق اہم واقعات نیز مثبت اور منفی رجحانات کا جائزہ۔

۲۔ مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے 25 نامور پاکستانی افراد پر مشتمل جمہوری جائزہ گروپ کی جانب سے جولائی 2014 اور جنوری 2015 میں فراہم کی گئی دو ریٹنگز (100 میں سے حاصل کردہ نمبر)۔

۳۔ جون 2014 میں ملک بھر میں 3065 افراد سے کئے گئے سروے کی بنیاد پر حاصل کردہ رائے عامہ جس میں جمہوریت کے مختلف پہلوؤں سے متعلق انتہائی اطمینان بخش سے انتہائی غیر اطمینان بخش کے پانچ درجوں میں منقسم مختلف سوالات شامل تھے۔[12]

ایک ہی جمہوری پہلو پر جمہوری جائزہ گروپ اور عوام کی جانب سے دیئے گئے نمبروں میں واضح فرق نظر آتا ہے۔ اس کی ممکنہ وجہ یہ ہے کہ جمہوری جائزہ گروپ کے ماہرین نے غالباً مختلف جمہوری پہلوؤں کے تحت مختلف حکومتوں کی جانب سے رپورٹ کی مدت کے دوران اختیار کی گئی حکمت ہائے عملی پر توجہ مرکوز کی جبکہ عوام نے ہر جمہوری پہلو کے حتمی نتیجے کو اہم گردانا۔ باب نمبر 5 میں رپورٹ کے نتائج جمہوری جائزہ گروپ کے دیئے گئے نمبروں کی بناء پر مرتب کئے گئے ہیں کیونکہ پلڈاٹ، جمہوری جائزوں سے متعلق عوامی سروے کے مقابلے میں جمہوری جائزہ گروپوں کے جائزے کا زیادہ اہتمام کرتا رہا ہے۔

اس باب میں رپورٹ کا مختصر تعارف اور پاکستانی جمہوریت کے معیار کے جائزے کیلئے پلڈاٹ کی جانب سے اختیار کئے گئے طریق کار کا جائزہ لیا گیا ہے۔ باب نمبر 2 میں گزشتہ 18 ماہ کے دوران پاکستان میں جمہوریت سے متعلق پیش آنے والے مثبت اور منفی واقعات کا احوال بیان کیا گیا ہے۔ باب نمبر 3 میں پلڈاٹ کے جمہوری جائزے کے نتائج دیئے گئے ہیں۔ باب نمبر 4 میں عالمی تجزیاتی تناظر میں پاکستانی جمہوریت کے معیار پر بحث کے لئے دُنیا بھر کی جمہوری روایات اور اقدامات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ جبکہ باب نمبر 5 میں حتمی نتائج اور سفارشات دی گئی ہیں۔

باب 2:

معیارِ جمہوریت پر اثر انداز ہونے والے اہم واقعات:

جون 2013 - دسمبر 2014

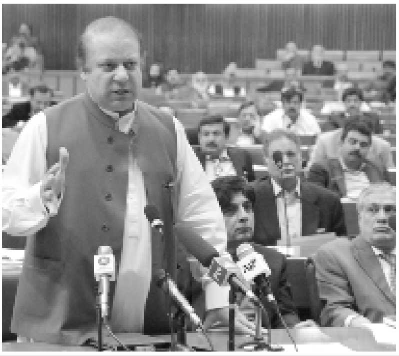

معیارِ جمہوریت پر اثرانداز ہونے والے اہم واقعات جون 2013 ۔ دسمبر 2014

باب ہذا' 2014-2013 میں پاکستانی جمہوریت کے معیار پر اثرانداز ہونے والے اہم واقعات کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ 2014 کا سال واقعات سے بھرپور تھا حتیٰ کہ پاکستانی سیاست کو ایک طرح کی ہنگامہ خیز نوعیت کا سامنا رہا۔ گزشتہ سالوں یعنی 2011 اور 2012 کے برعکس' جہاں بیرونی واقعات جیسا کہ پاک امریکا تعلقات نے پاکستانی سیاست اور جمہوریت پر گہرے اثرات مرتب کیے' 2014-2013 میں زیادہ تر داخلی واقعات ہی حاوی رہے۔ ان واقعات کے چھ سلسلے خاص طور پر قابل ذکر ہیں:

۱۔ 2013 کے عام انتخاب کے بعد جمہوری انتقال اقدار

۲۔ منتخب حکومتی اداروں کی کمزور کارکردگی

۳۔ انتخابی تنازعات

۴۔ سول فوجی تعلقات

۵۔ میڈیا ایشوز

۶۔ دہشت گردی

سول انتقالِ اقدار

پاکستان کی 13 ویں گزشتہ قومی اسمبلی کے قائدِ ایوان اور قائدِ حزب اختلاف دونوں کی جانب سے منتخب کی گئی عبوری حکومت اور ایک جمہوری منتخب صدر کے تحت' 2013 کے عام انتخابات کے بعد پہلی بار اقتدار ایک منتخب سویلین حکومت سے دوسری منتخب حکومت کو منتقل ہوا۔ اسی طرح صوبائی عبوری حکومتوں کے تحت انتقال اقتدار عمل میں آیا۔

نئی حکومتوں نے جون 2013 میں حلف اٹھایا جس میں پاکستان مسلم لیگ (نواز) (پی ایم ایل۔ن) نے وفاق اور پنجاب میں' پاکستان پیپلز پارٹی (پی پی پی) نے سندھ' پاکستان تحریک انصاف (پی ٹی آئی) اور جماعت اسلامی (جے آئی) نے خیبر پختونخواہ (کے پی) اور نیشنل پارٹی (این پی پی)' پختونخواہ ملی عوامی پارٹی (پی ایم اے پی) اور پی ایم ایل (ن) نے بلوچستان میں حکومت قائم کی۔ بہت سی پارٹیوں میں اختیارات کی اس تقسیم کو صوبائی حکومتوں کی کارکردگی کے حوالے سے مختلف سیاسی پارٹیوں کے درمیان مسابقت یقینی بنانے کیلئے ایک مثبت پیش رفت کے طور پر دیکھا گیا۔

پی ایم ایل (ن) نے کے پی اور بلوچستان میں حکومت بنانے کی اپنی خواہش سے دستبرداری اختیار کی۔ جناب نواز شریف نے آزاد جموں وکشمیر میں پی پی پی کی قائم کردہ حکومت کے خلاف تحریک عدم اعتماد لانے کیلئے اپنے پارٹی اراکین کی مبینہ طور پر حوصلہ شکنی کی۔ بعدازاں عبوری انتقال اقتدار کی تکمیل کیلئے اگست 2013 میں نئے صدر کا انتخاب بھی کیا گیا' باوجود اس کے کہ پی ایم ایل (ن) کی جانب سے منتخب کئے گئے شخص کے طریق کار اور موزونیت کے متعلق کچھ خدشات تھے۔

2013 کے اختتام سے پہلے چیف جسٹس' سپریم کورٹ اور چیف آف آرمی سٹاف (COAS) بھی ریٹائر ہوئے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ پاکستان میں تمام چاروں انتہائی بااختیار عہدوں پر چھ ماہ کے اندر نئی تعیناتیاں ہو چکی تھیں۔

تاہم اس جمہوری انتقالِ اقتدار سے جو پرامید فضا قائم ہوئی تھی

جدول 4: اہم واقعات کی ترتیب: جون 2013۔۔دسمبر 2014

تاریخ	واقعہ
مئی 2013	2013 کے انتخابات ہوئے اور پاکستان مسلم لیگ (نواز) قومی اسمبلی میں سادہ اکثریت رکھنے والے جماعت بنی
جون 2013	نئی قومی اور صوبائی اسمبلیوں نے حلف اٹھائے اور نئی حکومتوں کی تشکیل ہوئی؛ وزیراعظم نواز شریف نے خیر سگالی دکھاتے ہوئے PTI اور NP کو خیبر پختونخواہ اور بلوچستان میں حکومتیں بنانے کی اجازت دی۔ PPP اور PML-N نے بالترتیب سندھ اور پنجاب میں حکومتیں بنائیں
جون 2013	وزیراعظم نے مشرف کے خلاف بغاوت کا مقدمہ چلانے کا اعلان کیا جس سے فوج کے ساتھ تناؤ میں اضافہ ہوا
جولائی 2013	ایبٹ آباد رپورٹ میڈیا پر لیک ہوگئی جس میں سیکورٹی اداروں پر سول بالادستی کا مطالبہ کیا گیا
اگست 2013	ملک کے نئے صدر کا انتخاب ہوا؛ وفاقی حکومت نے کابینہ کی ڈیفنس کمیٹی کی جگہ لینے کے لئے' کابینہ کی نیشنل سیکورٹی کونسل قائم کی
اگست 2013	سندھ اور پنجاب میں مقامی حکومت کے قوانین منظور ہوئے
اکتوبر 2013	خیبر پختونخواہ میں مقامی حکومت کا قانون منظور ہوا
نومبر 2013	نئے چیف آف آرمی سٹاف کی تقرری
نومبر 2013	الیکشن شکایات کو نمٹانے کی الیکشن ٹریبونل کی مدت کا خاتمہ ہوا اور 50% سے بھی کم شکایات نمٹائی گئیں
نومبر 2013	غیر ملکی عطیات لینے والی غیر سرکاری تنظیموں کے انضباط کے لئے نئی پالیسی
دسمبر 2013	سپریم کورٹ کے نئے چیف جسٹس نے عہدہ سنبھالا' بلوچستان میں مقامی حکومت کے انتخابات ہوئے
فروری 2014	قومی سلامتی پالیسی جاری ہوئی جس میں تمام جاسوس اداروں میں رابطے کے لئے NACTA کے تحت مشترکہ ڈائریکٹوریٹ کے قیام کا فیصلہ ہوا
مارچ 2014	آئی ایس آئی نے قومی اسمبلی کی ڈیفنس کمیٹی کو بریفنگ دی؛ مشرف پر غداری کیس میں چارج شیٹ عائد ہوئی
اپریل 2014	جیو کے صحافی' حامد میر پر کراچی میں حملہ ہوا' جس سے حکومت اور فوج میں نئے تناؤ کا آغاز ہوا
اپریل 2014	ادارے پر غیر ضروری تنقید پر فوجیوں کے خدشات پر جنرل شریف نے کہا ''پاک فوج تمام اداروں کا احترام کرتی ہے اور اپنے وقار اور ادارے کی عزت کا تحفظ کرے گی''۔[13]
مئی 2014	ISI کو بدنام کرنے پر جیو پر پابندی عائد کر دی گئی؛ عدلیہ کو بدنام کرنے پر ARY پر پابندی عائد کر دی گئی
مئی 2014	PTI نے دھمکی دی کہ اگر دھاندلی کے حوالے سے اس کے مطالبات پورے نہ ہوئے تو وہ بڑی تحریک چلائے گی

مئی 2014	وزیراعظم نے بھارتی وزیراعظم مودی کی حلف برداری کی تقریب میں شرکت کے لئے' فوج کے مشورے کے خلاف' بھارت کا دورہ کیا
جون 2014	تحفظ پاکستان کا قانون منظور ہوا' جس سے انسانی حقوق کے معاملات کے بارے میں خدشات ظاہر ہوئے
جون 2014	سپریم کورٹ نے وفاقی حکومت کو اقلیتوں کے حقوق کے لئے ایک قومی کونسل تشکیل دینے کا حکم دیا
جون 2014	ماڈل ٹاؤن لاہور میں PAT کے 14 کارکنان' پولیس کی فائرنگ سے ہلاک ہوگئے
جون 2014	فوج نے جنوبی وزیرستان میں طالبان کے خلاف ایک بڑا آپریشن شروع کیا
اگست 2014	PTI اور PAT نے ریڈ زون اسلام آباد میں مارچ اور دھرنا دی' جس کے نتیجے میں پارلیمان اور PTV پر حملہ ہوا اور فوجی مداخلت کے امکانات پیدا ہوگئے۔ یہ خدشہ اس وقت کم ہوا جب حکومت اور احتجاجی جماعتوں میں براہ راست مذاکرات شروع ہوئے۔PTI نے قومی' سندھ اور پنجاب اسمبلیوں سے استعفے دے دیئے
ستمبر 2014	مذاکرات' بلانتیجہ چلتے رہے؛ PTI/PAT کے دھرنوں کے دباؤ کے نتیجے میں حکومت کی خارجہ اور سیکورٹی پالیسیوں کا جھکاؤ فوج کی منشا کے مطابق ہوگیا
ستمبر 2014	اسلام آباد دھرنوں کی وجہ سے چین کے صدر کا دورہ منسوخ ہوگیا؛ ISI کے آئندہ سربراہ کے طور پر لیفٹیننٹ جنرل رضوان اختر کا نام سامنے آیا اور یہ نام سول اور فوجی قیادت میں اتفاق رائے سے طے پایا
اکتوبر 2014	اپنے مقاصد حاصل کئے بغیر PAT نے اپنا دھرنا ختم کردیا
نومبر 2014	PTI نے اپنے احتجاج کو وسعت دیتے ہوئے بڑے شہروں میں جلسے کرنے اور قومی سطح پر پہیہ جام تحریک شروع کرنے کا فیصلہ کیا
دسمبر 2014	طالبان نے حملہ کرکے پشاور کے آرمی سکول کے 130 سے زائد بچوں کو ہلاک کردیا
دسمبر 2014	PTI نے دھرنا ختم کردیا؛ انتخابی دھاندلی پر حکومت سے مذاکرات کا دوبارہ آغاز کیا
دسمبر 2014	حکومت نے سزائے موت پر عائد پابندی ختم کردی اور کل جماعتی کانفرنس نے دہشت گردوں کے خلاف مقدمہ چلانے کے لئے فوجی عدالتوں کی منظوری دے دی' جس سے قومی معاملات میں فوج کے کردار میں مزید اضافہ ہوگیا

وہ مابعد واقعات کی وجہ سے نیست و نابود ہوگئی۔ وزیراعظم نے' جنرل (ریٹائرڈ) پرویز مشرف جنہوں نے 3۔نومبر 2013 کو غیر قانونی طور پر ایمرجنسی نافذ کی تھی' کے خلاف بھی سنگین غداری کیس کی کارروائی شروع کرنے کے اعلان کیا جسے آرمی جرنیلوں کی جانب سے مستقبل کے غلط اقدام کی حوصلہ شکنی کے طور پر دیکھا گیا۔

منتخب اداروں کی کارکردگی

منتخب اداروں، خاص طور پر قومی اسمبلی کی کارکردگی مایوس کن رہی۔ نئی قومی اسمبلی نے وزیراعظم کے انتخاب کے بعد تیس دنوں کے اندر اندر کمیٹیاں تشکیل دینے کی شرط [14] کے باوجود تقریباً ڈیڑھ ماہ کے بعد پارلیمانی سٹینڈنگ کمیٹیاں تشکیل دیں۔ صوبائی اسمبلیوں نے 7 تا 10 ماہ بعد یہ کمیٹیاں تشکیل دیں۔ صوبائی اسمبلی بلوچستان کی گزشتہ پانچ سالوں سے کوئی سٹینڈنگ کمیٹی تشکیل نہ دینے کی نااہلی نے اسمبلیوں کی جانب سے انتظامیہ کی کارکردگی کو مانیٹر کرنا مشکل بنا دیا ہے۔

وزیراعظم نواز شریف نے قومی اسمبلی کے کل اجلاسوں کے صرف 20% اجلاسوں میں شرکت کی۔

سیاسی مبصرین کی رائے ہے کہ تمام پانچوں کابینہ ہائے کو بااختیار نہیں بنایا گیا اور انفرادی طور پر چیف ایگزیکٹو یا مختصر سی کچن کیبنٹ کی جانب سے ربڑ سٹیمپ فیصلہ جات کیے گئے۔ کابینہ ہائے مختلف سرکاری اداروں کے مابین کوآرڈینیشن یا غیر منتخب انتظامیہ کی کارکردگی کو بہتر بنانے کیلئے پیش قدمی کو یقینی بنانے میں ناکام رہیں۔

علاوہ ازیں، بلوچستان واحد صوبہ ہے جس نے مقامی حکومت کے انتخابات منعقد کئے، تاہم، مقامی حکومتیں ابھی تک وجود میں نہ آسکی ہیں تاہم، بعد ازاں مخصوص نشستوں کے انتخابات بھی 31۔دسمبر 2014 کو منعقد ہو چکے ہیں۔ اگرچہ صوبائی اسمبلیوں نے مقامی حکومتوں کے قوانین پہلے سے ہی منظور کر رکھے ہیں، اس کے باوجود دیگر تینوں صوبوں نے مقامی حکومتوں کے انتخابات کا انعقاد نہیں کرایا ہے۔ فیڈرل اتھارٹی (آئی۔سی۔ٹی، فاٹا وغیرہ) کے تحت آنے والے علاقہ جات میں مقامی حکومت کی تشکیل کیلئے قومی اسمبلی کی جانب سے کوئی قانون منظور نہیں کیا گیا، اگرچہ سپریم کورٹ کی جانب سے اس معاملے پر خاصا زور بھی دیا گیا ہے۔ تاہم اس کے باوجود اس عرصہ کے دوران کوئی قابل ذکر پیش رفت نہیں ہو پائی۔

انتخابی تنازعات

سال 2014 کو پاکستان کی تاریخ نے پی ٹی آئی اور پی اے ٹی دونوں کی جانب سے اگست 2014 میں شروع کی گئی تحریکوں کو انتہائی سیاسی بے چینی کے طور پر دیکھا گیا۔

نمایاں انتخابی اصلاحات کیلئے مطالبات، 2013 کے عام انتخابات میں وسیع پیمانے پر دھاندلی سے متعلقہ الزامات کی آزادانہ انکوائری سے متعلق پی ٹی آئی کے احتجاج کے باوجود زیادہ تر بین الاقوامی اور قومی غیر جانبدار مبصرین (یعنی کہ یورپی یونین اور پلڈاٹ [15]) نے بہت سی انتظامی کمزوریوں کے باوجود 2013 کے عام انتخابات کو کافی حد تک معتبر قرار دیا ہے۔

پاکستان میں گورننس میں بہتری اور انصاف کے مطالبہ کیلئے انقلاب برپا کرنے کی خواہش کے حوالے سے پی اے ٹی کے احتجاج کی وجہ سے لاہور میں پنجاب پولیس کی جانب سے پی اے ٹی کے 14 کارکنان کا قتل کیا گیا۔

انتخابات کے فوراً بعد پی ٹی آئی نے انتخابات کی شفافیت کے

متعلق اپنے تحفظات کا اظہار کیا لیکن اسمبلیوں میں شرکت کرنے کا فیصلہ کیا اور ایک سال تک الیکشن ٹربیونل میں دھاندلی کے الزامات کی جانچ کا جائزہ لیا۔ پی ٹی آئی نے چیف جسٹس سپریم کورٹ، جسٹس (ر) افتخار چودھری، پنجاب میں عبوری سیٹ اپ میں شامل عبوری وزیر اعلیٰ جناب نجم سیٹھی کی جانب سے دھاندلی میں ملوث ہونے اور ریٹرننگ آفیسرز اور عدلیہ کی جانب سے ان کے فرائض میں غفلت برتنے جیسے الزامات عائد کیے۔ پی ٹی آئی کے مطالبات میں، ووٹرز کے انگوٹھے کے نشانات کی تصدیق، قومی اسمبلی کے 4 حلقوں کی دوبارہ گنتی، الیکشن کمیشن آف پاکستان کے چاروں اراکین کی برطرفی، 2013 کے عام انتخابات کا مکمل آڈٹ اور بڑے پیمانے پر انتخابی اصلاحات شامل تھے۔

مئی 2014 اور 2013 کے عام انتخاب کی سالگرہ پر، اس کے مطالبات جلد نہ مانے جانے کی صورت میں پی ٹی آئی نے حکومت کے خلاف وسیع پیمانے پر احتجاج کے منصوبے کا اعلان کیا۔ اسی اثناء میں جیسا کہ پاکستان میں گزشتہ انتخابات میں ہوتا آیا ہے، الیکشن ٹربیونلز دی گئی مدت یعنی چار ماہ [16,17]

کے عرصہ کے دوران، 2013 کے عام انتخابات کی تمام انتخابی شکایات کو نمٹانے میں ناکام رہے۔ بالخصوص، الیکشن ٹربیونلز کی جانب سے پی ٹی آئی کی زیادہ تر الیکشن پٹیشنز کو خارج کر دیا گیا جبکہ سپریم کورٹ نے ان آئینی توضیحات کا حوالہ دیتے ہوئے الیکشن معاملات میں مداخلت کرنے سے انکار کر دیا کہ انتخابی تنازعات کو الیکشن ٹربیونلز کو ہی نمٹانا چاہیے۔

پی ٹی آئی 2013 کے انتخابات میں قومی اور صوبائی اسمبلیوں دونوں کیلئے کل 767 امیدوار میدان میں لائی [18]۔

تاہم مقرر کردہ دستوری فورم یعنی کہ الیکشن ٹربیونلز میں انتخابی نتائج کی صداقت کو چیلنج کرنے کیلئے PTI کے ہارے ہوئے امیدواران کی جانب صرف 58 پٹیشنز (2013 کے عام انتخابات میں قومی اور صوبائی اسمبلی کی نشستوں پر پی ٹی آئی کے کل 7%) فائل کی گئیں۔ اگست 2014 میں، جب PTI نے احتجاج شروع کیا، 39 پٹیشنز (یعنی کہ 70%) کا الیکشن ٹربیونلز کی جانب سے فیصلہ کیا جا چکا تھا جن میں سے کوئی بھی PTI کے حق میں نہ تھا [19]۔ اگر بقیہ 19 پٹیشنز کا فیصلہ PTI کے حق میں آ بھی جائے تو اسمبلی میں PTI کی نشستوں میں کوئی خاص تبدیلی نہ آئے گی۔ تاہم PTI نے 14 اگست 2014 کو آزادی مارچ کی صورت میں احتجاج شروع کرنے کا فیصلہ کیا۔ PTI کی جانب سے انتخابی دھاندلی کی تحقیقات اور انتخابی اصلاحات کے مطالبات کے دباؤ میں آ کر وزیر اعظم نے خاصی تاخیر سے انتخابی اصلاحات کے لئے مشترکہ پارلیمانی کمیٹی کا اعلان کیا اور انتخابی دھاندلی کے لئے جوڈیشل کمیشن کے قیام کیلئے سپریم کورٹ کو خط لکھا۔ تاہم، یہ اقدامات PTI کو مطمئن کرنے میں ناکام رہے اور اس نے لانگ مارچ کرنے کا فیصلہ کیا اور اس کے بعد اپنے مطالبات کے حوالے سے دباؤ ڈالنے کیلئے اگست 2014 کے دوران اسلام آباد میں دھرنا دیا۔

PAT جو پہلے ہی دسمبر 2012 میں بھی اسلام آباد میں ایک ناکام دھرنا دے چکی تھی، نے بھی اسی وقت، انقلاب برپا کرنے کی خاطر اسلام آباد کی جانب لانگ مارچ (بعنوان انقلاب

مارچ) شروع کرکے اپنے منصوبے کا بھی اعلان کیا۔ اگرچہ دونوں پارٹیوں کے مقاصد بڑی حد تک مختلف تھے، تاہم حکومت پر دباؤ بڑھانے کیلئے اپنے منصوبوں میں ایک دوسرے کی معاونت کی۔ دونوں پارٹیاں اگست کے وسط میں اکٹھے اسلام آباد پہنچیں۔ اگرچہ ان کی تعداد ''ملین مارچ'' جس کا انہوں نے وعدہ کیا تھا، سے کہیں کم تھی۔ انہوں نے اسلام آباد کے ریڈزون کے اندر دھرنا دیئے رکھا جس کی وجہ سے پاکستان ٹیلی ویژن (PTV) اور پارلیمنٹ کی عمارت پر حملہ ہوا اور فوجی مداخلت کے خدشے کو ابھارا گیا۔

وزیراعظم نے آرمی چیف جنرل راحیل شریف سے حکومت اور احتجاج کرنے والوں کے درمیان مذاکرات کی سہولت فراہم کرنے کی استدعا کی اگرچہ ایک دوسرے پر الزامات کی موجودگی میں یہ منصوبہ بیکار تھا۔ جونہی وقت گزرتا گیا فوجی مداخلت کی افواہیں دم توڑتی گئیں اور حکومت اور احتجاجی پارٹیوں نے بغیر کسی کامیابی کے، براہ راست گفت وشنید کا سلسلہ شروع کیا۔ اس عرصہ کے دوران وہ عوامل جنہوں نے جمہوریت کو برقرار رہنے میں معاونت کی وہ حزب اختلاف کی پارٹیوں کی جانب سے، خاص طور پر پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس کے دوران، جمہوریت کی سپورٹ کا اظہار تھے، اس کے ساتھ ساتھ حزب مخالف کی پارٹیوں کے درمیان ڈائیلاگ کی سہولت بہم پہنچانے کی کوشش، احتجاج کیلئے عوام کی جانب سے سپورٹ کی کمی، ابتدائی تشدد کے بعد حزب مخالف کی پارٹیوں کی جانب سے درگزر سے کام لینا بھی شامل ہیں۔

انتخابی سیاست میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا کیونکہ اس کا دھرنا، مطلوبہ نتائج حاصل کرنے میں ناکام رہا، تاہم PTI اپنے احتجاج پر ڈٹی رہی اور اس کا دائرہ کار بڑے شہروں میں منظم اور بڑے جلسوں کی صورت میں پھیلایا اور بعدازاں پہیہ جام ہڑتالیں کیں۔

16۔ دسمبر 2014 کو پشاور میں طالبان کی جانب سے سکول کے 132 بچوں کے انسانیت سوز قتل کے بعد PTI نے اپنے احتجاج کو ختم کر دیا اور حکومت کے ساتھ گفت وشنید شروع کر دی۔ تاہم سال ہذا کے آخر تک، جوڈیشل کمیشن کیلئے ریفرنس کی شرائط سے متعلق دونوں فریقین کی جانب سے نازک معاملات پر سخت گیر موقف کی وجہ سے ایسی گفت وشنید میں کوئی پیش رفت نہ ہوئی۔ مزید برآں، انتخابی اصلاحات پر پارلیمانی کمیٹی کا کام، حکومت کی عدم دلچسپی اور PTI کے احتجاج کی وجہ سے سست روی کا شکار ہو چکا ہے۔[20]

سول ملٹری تناؤ

کلیدی معاملات پر سول اور فوجی قیادت کے درمیان اختلاف رائے کی وجہ سے ایک عرصہ سے سول ملٹری تعلقات مسلسل تلخ چلے آرہے ہیں۔

پہلی وجہ تنازع، آئین کے آرٹیکل 6 کے تحت نومبر 2007 میں ایمرجنسی عائد کیے جانے پر جنرل (ر) مشرف کے خلاف سنگین غداری کی کارروائی کے شروع کئے جانے کا حکومتی فیصلہ تھا۔ اس بات نے فوج کو مبینہ طور پر ناراض کیا۔ اگرچہ قانونی

PAT نے بعدازاں اکتوبر 2011 میں دھرنا ختم کر دیا اور

ماہرین نے عام طور پر اس بات کو محسوس کیا کہ مشرف کے خلاف کیس کافی مضبوط ہے چونکہ ایمرجنسی کا نفاذ غیر آئینی تھا۔ علاوہ ازیں یہ بھی محسوس کیا گیا کہ آئین کی خلاف ورزی کرنے کی صورت میں فوج کو جوابدہ بنانے کا یہ کیس، جمہوریت کو مضبوط بنانے میں سودمند ثابت ہوگا۔

تاہم مختلف قانونی حیثیتوں جیسا کہ سپریم کورٹ کی قانون کی پاسداری، شریک جرم افراد کے خلاف کارروائی کا نہ کیا جانا، حکومت کی جانب سے عدم پیروی وغیرہ پر جنرل (ر) پرویز مشرف کے وکلاء کی جانب سے مسلسل اپیلیں دائر کرنے کی وجہ سے سپیشل کورٹ میں یہ مقدمہ بھی سست روی کا شکار ہو چکا ہے۔

سول ملٹری تعلقات میں پہلی دراڑ اس وقت سامنے آئی جب فوج کے ادارے کی بلاجواز تنقید پر فوجیوں کے خدشات کا جواب دیتے ہوئے، آرمی چیف نے یہ بیان جاری کرتے ہوئے کہا کہ ''پاکستان آرمی تمام اداروں کے تقدس کا احترام کرتی ہے اور اپنی عظمت اور اداروں کے فخر کو عزم صمیم سے برقرار رکھے گی۔''[21] مبصرین کا خیال ہے کہ چیف آف آرمی

سٹاف (COAS) کی جانب سے یہ بیان سنگین غداری کے مقدمہ پر حکمران سیاست دانوں خاص طور پر وفاقی وزیر دفاع اور پانی و بجلی خواجہ محمد آصف، ایم این اے اور وفاقی وزیر برائے ریلوے خواجہ سعد رفیق، ایم این اے کی جانب سے دیئے گئے بیانات کے جواب میں دیا گیا تھا۔[22,23]

اس عرصہ کے دوران ایبٹ آباد کمیشن رپورٹ (کمیشن ہذا ایبٹ آباد میں امریکی حملہ کے نتیجے میں اسامہ بن لادن کی ہلاکت کا جائزہ لینے کیلئے بنایا گیا تھا) کی خفیہ معلومات بھی افشا ہوئیں جن میں سکیورٹی اداروں پر سول بالادستی کا تقاضا کیا گیا ہے،[24] اس بات نے بھی مبینہ طور پر فوجی قیادت کو ناراض کیا۔

2013 کے آخر میں طالبان کے ساتھ امن مذاکرات شروع کیے جانے کا حکومتی فیصلہ بھی حکومت اور آرمی ہائی کمان کے درمیان مبینہ طور پر دراڑ ڈالنے کا سبب بنا۔ تاثر یہ لیا گیا کہ حکومت، طالبان کے خلاف سخت اقدامات اٹھانے سے گریز کرنا چاہ رہی ہے۔ طنزاً، اس کے نتیجے میں آئی۔ ایس۔ پی۔ آر کے سابق سربراہ نے ایک بیان جاری کیا کہ سابق چیف آف آرمی سٹاف جنرل (ر) اشفاق پرویز کیانی نے تین سالوں تک فوجی اقدام کے فیصلے میں تاخیر کرتے ہے۔ کراچی ائرپورٹ پر طالبان کے بڑے حملے کے بعد بالآخر جون 2014 میں ایک اہم آپریشن شروع کیا گیا۔[25]

بھارت کے ساتھ تعلقات کو معمول پر لانے کی حکومتی خواہش کی بناء پر وزیراعظم نواز شریف کی جانب سے وزیراعظم نریندر مودی کی تقریب حلف برداری میں شرکت نے بھی حکومت اور آرمڈ فورسز کے باہمی تعلقات میں مزید کھچاؤ پیدا کر دیا۔ جیسا کہ معروف صحافی حامد میر پر حملے کے نتیجے میں حکومت نے جیو ٹیلیویژن کی سپورٹ کو ضروری سمجھا اور بعد میں حملے پر اکسانے کے لئے آئی۔ ایس۔ آئی کے خلاف جیو ٹیلی ویژن کی جانب سے الزامات نے بھی حکومت اور فوجی حکام

کے تعلقات میں خرابی پیدا کی۔[26]

PTI اور PAT کے احتجاج نے بھی تناؤ میں اضافہ کیا چونکہ حکومت نے محسوس کیا کہ ان احتجاجی مظاہروں کو فوج کی جانب سے رہنمائی اور معاونت فراہم کی گئی ہے۔ اس نے حکومت کو کئی بار کمزور کیا اور سکیورٹی اور غیر ملکی معاملات جیسا کہ بھارتی تعلقات پر فوج کو حاوی ہونے کا موقع ملا۔ دسمبر 2014 میں طالبان کی جانب سے پشاور سانحہ کے بعد فوج کی برتری میں مزید اضافہ ہوا۔ اس کے بعد دہشت گردوں سے نمٹنے کیلئے فوجی عدالتوں کے قیام پر حکومت اور جملہ بڑی سیاسی پارٹیوں نے اتفاق کیا۔ یہاں یہ بات واضح کر دینی چاہیے کہ حکومت اور فوج کے مابین تناؤ کے تمام ایشوز کے جملہ فیصلہ جات' حکومتی صوابدید کے اندر کئے گئے۔ اگرچہ اس کے تمام فیصلوں سے اتفاق نہیں کیا جا سکتا' تاہم یہ دلیل دینا مشکل ہے کہ حکومت نے اپنے مینڈیٹ سے تجاوز کیا' اگرچہ اس کی فوج کے خلاف بھی دلیل دی جا سکتی ہے۔

میڈیا ایشوز

اس سال ریاستی اداروں کے خلاف مہم چلانے کے الزامات' مصدقہ ثبوت کے بغیر شہرت پر حملے کرنے اور گستاخانہ مذہبی مواد دکھانے جیسے اہم واقعات دیکھنے میں آئے۔ ان واقعات سے میڈیا کی اہمیت کے ساتھ ساتھ اس کے غیر ذمہ دارانہ رویے کی عکاسی ہوتی ہے۔

جیو ٹیلیویژن کے سینئر صحافی حامد میر پر قابل مذمت حملے کی کوشش[27] اور ڈی۔ جی' آئی۔ ایس۔ آئی' لیفٹیننٹ جنرل ظہیر السلام کی شہرت پر ٹیلی ویژن نیٹ ورک کے حملوں نے بھی حکومت اور فوجی حکام کے مابین تعلقات میں تلخی پیدا کر دی کیونکہ تاثر یہ تھا کہ حکومت جیو ٹیلی ویژن کی حمایت اور فوج' آئی۔ ایس۔ آئی کی حمایت کر رہی ہے۔

میڈیا کی آزادی کو بہت بڑا دھچکا لگا اور فوج کی ساکھ کو نقصان پہنچانے کیلئے جیو ٹیلی ویژن پر اور عدلیہ کی شہرت کو خراب کرنے پر اے۔ آر۔ وائی ٹیلی ویژن پر ایک مخصوص عرصہ تک پابندی عائد رہی۔ کسی حد تک سیاسی اور عدالتی مداخلت کی وجہ سے ان معاملات کو موثر انداز سے ہینڈل کرنے میں پیمرا کی ناکامی' میڈیا کیلئے متوازن ضابطہ اخلاق وضع کرنے کی ضرورت کی عکاسی کرتی ہے۔ تاہم پیمرا اور پی بی اے کوئی ایسا ضابطہ وضع کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے ہیں جس سے حکومت کی جانب سے سخت پابندیوں کے اطلاق کے امکانات بڑھ گئے ہیں۔

دہشت گردی

ملک میں دہشت گردی کے تسلسل کے باعث پائی جانے والی خوف کی فضا کی وجہ سے' سویلین ایڈمنسٹریشن' میڈیا' منتخب نمائندگان اور عدلیہ نے توقع سے کم کارکردگی دکھائی ہے۔ سیاستدانوں اور عوام میں انتہا پسندوں کے بارے میں واضح نقطہ نظر کی مسلسل کمی کی وجہ اس موضوع پر رائے تقسیم رہی ہے۔ مثال کے طور پر سیاسی پارٹیوں میں بھی ایسے لوگ ہیں جو انتہا پسندوں کی سرگرمیوں سے متعلق ٹھوس موقف اختیار کرنے میں

تذبذب کا شکار ہیں۔ مزید برآں ساؤتھ ایشیا ٹیررزم پورٹل کے مطابق پاکستان میں دہشت گردانہ حادثات کی تعداد 2013 میں 5379 سے بڑھ کر 2014 میں 3496 کا ہو جانا پاکستان پر حاوی خوفناک خطرہ، اور تسلسل سے عذاب ظاہر کرتا ہے [28]۔ اس کی انتہا دسمبر 2014 میں پشاور میں دہشت گردوں کے حملے کی صورت میں دیکھی گئی۔ یہ وجہ اکیسویں آئینی ترمیم اور پاکستان آرمی ترمیمی ایکٹ 2015 کی منظوری کے بعد فوجی عدالتوں کے قیام کے بعد فوج کی جانب اختیارات کے جھکاؤ کا موجب بنی۔

منتخب حکومت کی ناقص کارکردگی

زیر غور عرصہ کے دوران، منتخب وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی کلیدی پیمانوں میں کارکردگی ناقص رہی، اور اس وجہ سے جمہوریت، جسے گڈ گورننس کو یقینی بنانا تھا، کی بطور سسٹم ساکھ پر چوٹ پڑی۔ درج ذیل پیمانوں میں حکومت کی کارکردگی قابل ذکر ہے:

۱۔ توانائی کی پیداوار اور مینجمنٹ

اگرچہ 2018 تک لوڈ شیڈنگ کے خاتمے کیلئے وفاقی حکومت نے نیشنل پاور پالیسی 2013 کی منظوری دی، 300 ملین روپے کا گردشی قرضہ 2014 تک جمع کیا گیا، تاہم ملک کے شہری اور دیہی علاقوں میں ابھی تک بدترین لوڈ شیڈنگ جاری ہے۔

۲۔ بچوں میں بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت

پاکستان میں پولیو کی وباء کے خاتمے کیلئے وفاقی حکومت کی جانب سے اہم اقدامات اٹھانے کے باوجود 2014 تک پولیو کیسز میں 179.65 فیصد (کل 305 معاملات) تک اضافہ ہوا ہے [29]۔ مزید برآں 2014 میں دنیا بھر میں رپورٹ ہونے والے معاملات میں سے 85% پاکستان میں تھے۔

۳۔ دہشت گردی کے خلاف جامع اور موثر پالیسی

اگرچہ پشاور سانحہ کی روشنی میں، ملک کی سول اور ملٹری قیادت نے بطور کاؤنٹر ٹیررزم پالیسی ایک نیشنل ایکشن پلان (NAP) مرتب کیا، لیکن اس معاملے پر حکومت کی جانب سے تذبذب کا مشاہدہ کیا گیا۔ اس میں وفاقی وزیر داخلہ چودھری نثار علی خان کے مطابق بجٹ کی مجبوریوں کی وجہ سے این اے سی ٹی اے (NACTA) کے متحرک ہونے کی تاخیر بھی شامل ہے [30]۔

۴۔ ریگولیٹری باڈیز کی تقرریاں

اگرچہ بشمول چیئرمین نیب (NAB)، حکومت نے 2013-2014 کے دوران بہت سی اہم تقرریاں کی ہیں تاہم یہ اہم سرکاری اداروں جیسے پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی، سیکورٹی اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان، نیشنل ڈیٹا بیس اینڈ رجسٹریشن اتھارٹی، پاکستان کونسل آف سائنٹیفک اینڈ انڈسٹریل ریسرچ، پاکستان کونسل آف ریسرچ اینڈ واٹر ریسورس، ارتھ کوئیک ری کنسٹرکشن اینڈ ری ہیبلیٹیشن اتھارٹی، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اوشنوگرافی، نیشنل ٹرسٹ پاپولیشن ویلفیئر، کونسل آف ورکس اینڈ ہاؤسنگ ریسرچ اینڈ سائنس فاؤنڈیشن وغیرہ کے سربراہان کا تقرر کرنے میں ناکام رہی [31]۔

باب 3:
معیارِ جمہوریت کا جائزہ

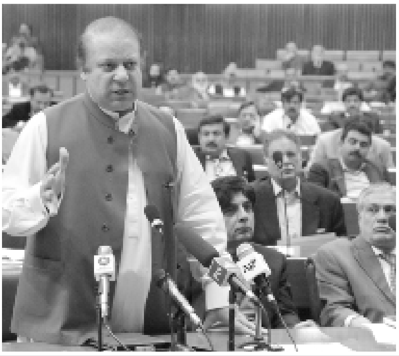

معیارِ جمہوریت کا جائزہ

بابِ ہذا، جمہوریت کی جانچ اوران نمایاں مثبت اور منفی رجحانات کا ایک جائزہ فراہم کرتا ہے جو 2014-2013 کے دوران اس کے معیار پر اثر انداز ہوئے۔ اختتامی باب میں دیئے گئے جائزے کے 13 پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے جمہوری جائزہ گروپ (DAG) کی جانب سے تفویض کردہ سکور کی ترتیب کے مطابق بحث کی گئی ہے۔

آئینی فریم ورک

DAG نے آئینی فریم ورک کو سب سے زیادہ سکور (54.1% اور 57.2% مجموعی طور پر) دیا جبکہ (تیرہ میں سے) صرف چار پہلوؤں کو 50% سے زیادہ سکور دیا گیا ہے۔ اوسط مجموعی DAG سکور پچھلے سال کے DAG سکور (55.2%) کے تقریباً برابر رہا جو اس حقیقت کی عکاسی کرتا ہے کہ آئینی فریم ورک کو مزید مستحکم کرنے کے لئے اس عرصہ کے دوران کوئی آئینی ترامیم متعارف نہ کرائی گئیں۔ تاہم پچھلے سال کے DAG سکور کے مقابلے میں دوضمنی سوالات، کہ ملک کا دستور کتنی حد تک مضبوط جمہوری طرزِ عمل کی ضمانت اور تحفظ دیتا ہے (64.2% اور 64.3% بمقابلہ 60%) اور اس کے احکامات کی کس حد تک پیروی کی جاتی ہے (47.4% اور 43.2% بمقابلہ 44.4%) جیسے سکورز میں بہتری آئی ہے۔ ان میں سے کچھ ایسے اقدامات جو ان سکورز کی بہتری پر اثر انداز ہوئے ہیں ان میں پہلی بار ہموار طریقے سے انتقالِ اقتدار اور آئین کو معطل کرنے پر جنرل (ر) پرویز مشرف کا مواخذہ شامل ہیں۔

آئین، تمام شہریوں کے ساتھ مساوی سلوک کرنے

جدول 5: DAG سکور: آئینی فریم ورک

	اگست 2014 تا دسمبر 2014	جون 2013 تا جولائی 2014	2012-2013
آئینی فریم ورک DAG سکور	**57.2**	**54.1**	**55.2**
ملکی آئین کس حد تک ایک مستحکم جمہوری نظام کی ضمانت دیتا ہے اور اسے تحفظ فراہم کرتا ہے؟	64.3	64.2	60
آئین کس حد تک شہریوں کی مساوات کی ضمانت دیتا ہے؟	67.4	54.7	60
آئینی احکامات کی کس حد تک صحیح معنوں میں پابندی کی جاتی ہے؟	43.2	47.4	44.4
آئین کس حد تک ملک کے تمام صوبوں اور علاقوں میں مساوی سلوک کا اہتمام کرتا ہے؟	58.4	54.7	56.3
آئین کس قدر موثر انداز سے انفرادی حقوق کی ضمانت دیتا ہے؟	52.6	49.5	53.1

54.7%اور67.4% بمقابلہ60%)اورتمام صوبوں اور علاقہ جات کے ساتھ یکساں سلوک کی کتنی گارنٹی دینے (54.7%اور58.4% بمقابلہ56.31%) کے متعلق 2013-2014 کے اوسطDAG سکورز میں تھوڑی سی بہتری نظر آئی ہے۔ وہ نمایاں واقعات جو2014-2013 کے دوران شہری حقوق اور مساوات کے سکورز میں اس گراوٹ کا سبب بنے ان میں مذہبی اور مسالکی اقلیتوں پر وسیع اور بڑے پیمانے پر حملے‘ جیسے پشاور میں عیسائیوں اور بلوچستان میں شیعہ افراد پر حملے‘ اور بلوچستان میں اپنی مرضی سے شادی کرنے والی خواتین کا بہیمانہ قتل شامل ہیں۔ تمام صوبوں سے مساوی سلوک کو ملنے والا سکور‘ مردم شماری کرانے کا فیصلہ کرنے میں مشترکہ مفادات کونسل کی ناکامی کی عکاسی کرتا ہے۔ مزید برآں وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقہ جات (فاٹا) کی دستوری حیثیت پر ابھی تک سمجھوتا چلا آ رہا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ پاکستان کے بقیہ علاقوں میں رائج عدالتی نظام تک فاٹا کے لوگوں کو رسائی حاصل نہ ہے۔

عدلیہ/انصاف تک رسائی

یہ DAG کی جانب سے 50% سے زائد سکور لینے والا دوسرا پہلو ہے اور پچھلے سال کے DAG سکور (52.6%اور 54.9% بمقابلہ43.5%) میں کافی بہتری کی عکاسی کرتا ہے۔ اس سکور میں اتنی بہتری آنے کی وجہ یہ ہے کہ جسٹس (ر) تصدق حسین جیلانی نے جسٹس (ر) افتخار چودھری کی جانب سے متعارف کردہ عدلیہ کے مقبول عام تصور سے فاصلہ رکھتے ہوئے اپنی توجہ زیر التوا مقدموں کو نمٹانے پر مرکوز کی۔ سپریم کورٹ کے Human Cell ونگ میں40,000 درخواستیں موصول ہوئیں جن میں سے 27000 درخواستوں کو جسٹس (ر) تصدق حسین جیلانی کے دور میں نمٹا دیا گیا [32] جو گزشتہ معیار کے لحاظ سے ایک ریکارڈ ہے۔

مزید برآں‘ عوامی حمایت کے تصور کے ساتھ‘ جسٹس (ر) افتخار چودھری کی زیر قیادت عدلیہ کی جانب سے سوموٹو ایکشن لینے کا سلسلہ 2013-2014 میں بھی جاری رہا اور کچھ معاملات مثلاً 2013 میں نئی حکومت کی جانب سے اختیارات سنبھالتے ہی جنرل سیلز ٹیکس میں اضافہ‘ مقامی حکومتوں کے انتخاب کے انعقاد میں تاخیر‘ لاپتہ افراد کے کیس وغیرہ پر بھی سوموٹو ایکشن لیا گیا۔ دیگر معروف سوموٹو کیسز میں کراچی‘ کوئٹہ‘ پشاور میں امن وامان کی صورتحال‘ چترال میں کیلاش افراد کو طالبان کی دھمکی اور اقلیتوں کی حیثیت شامل ہیں۔

اعلیٰ سرکاری سطح پر بدعنوانی کے مسلسل فوکس اور مانیٹرنگ کے ذریعے پاکستان میں کرپشن میں کمی لانے کا اعزاز بھی عدلیہ کو جاتا ہے۔ اس کے نتیجے میں‘ نیچے دکھائے گئے جملہ تینوں ذیلی سوالات پر DAG سکور‘ اعتدال سے ایک بڑے اضافہ کی عکاسی کرتا ہے۔ PTI اور PAT کے اسلام آباد دھرنے کے عروج کے دوران‘ حکومت اور ان پارٹیوں کے مابین تعطل کے خاتمے کیلئے ممکنہ فوجی مداخلت کی افواہوں کو فروغ دیا گیا تو سپریم کورٹ نے کسی بھی طبقے کی جانب سے کسی بھی قسم کے غیر آئینی اقدامات اٹھائے جانے کے خلاف احکامات بھی جاری کئے [34]۔ عوامی سروے میں عدلیہ نے اثر پذیری پر 49%اور اعتماد پر 62% کا سکور حاصل کیا۔

انتخابی عمل اور انصرام

یہ تیسرا پہلو ہے جسے DAG کی جانب سے 50% مارک سے زائد سکور ملا۔ اگر چہ پچھلے سال کے DAG کے 53.8% کے سکور سے جون 2013 تا جولائی 2014 میں مجموعی طور پر ایک کمی نظر آئی لیکن 2013 کے DAG لیولز میں اگست 2014 تا دسمبر 2014 تک اضافہ نظر آیا ہے۔ مئی 2013 میں پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار ایسا ہوا کہ ایک سویلین حکومت سے دوسری حکومت کو الیکشن کے ذریعے اختیارات جمہوری انداز سے منتقل کیے گئے جسے بے شمار انتظامی خامیوں کے باوجود غیر جانبدار مبصرین نے گزشتہ انتخابات کے مقابلے میں کافی حد تک قابل اعتبار اور بہت زیادہ بہتر قرار دیا[35]۔ صوبائی اسمبلی بلوچستان میں سب سے بڑی پارٹی یعنی کہ پی ایم ایل (ن) نے نیشنل پارٹی کے ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ کی زیر قیادت اتحادی حکومت بنانے کی اجازت دی۔ اس پیش رفت کو ناراض بلوچوں کا اعتماد بحال کرنے اور پاکستان میں جمہوریت کے استحکام کے طور پر دیکھا گیا۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان پر عوامی اعتماد کو 50%، اصلاحات پر 85% اور 2013 کے انتخابات کے معیار پر 63% سکور ملا۔

اسی طرح جولائی 2014 میں پچھلے سال کے DAG سکور میں معتدل کمی اس حقیقت کی عکاسی کرتی ہے کہ پی ٹی آئی 2013 کے عام انتخاب کی شفافیت پر سوال اٹھاتی رہی۔ یہ چیز اسے اسلام آباد میں سیاسی احتجاج اور ایک بڑے دھرنے تک لے گئی جو اگست 2014 سے دسمبر 2014 تک برقرار رہا۔ ECP کی آزادی اور اثر پذیری سے متعلقہ ذیلی سوالات کے سکور میں پچھلے سال کی نسبت جولائی 2014 میں نمایاں طور پر کمی دیکھی گئی لیکن اگست 2014 تا دسمبر 2014 رجحانات، آگے کی طرف رہے کیونکہ PTI کے الزامات ثابت نہ ہو پائے۔ مزید برآں جولائی 2013[36] میں چیف الیکشن کمیشن کے استعفیٰ کے بعد اسامی کو مستقل طور پر پُر نہ کیا گیا تاوقتیکہ جسٹس (ر) سردار محمد رضا خان کو دسمبر 2014[37] میں بطور چیف الیکشن کمشنر مقرر کیا گیا۔ یہ کام بھی سپریم کورٹ کے پُر زور الٹی میٹم پر کیا گیا۔ 15 ماہ کے دوران ایک کے بعد ایک کر کے سپریم کورٹ کے تین جج صاحبان نے قائم مقام چیف الیکشن کمشنر کی حیثیت سے کام کیا۔

جدول 6: DAG سکور: عدلیہ / انصاف تک رسائی

	اگست 2014 تا دسمبر 2014	جون 2013 تا جولائی 2014	2012-2013
عدلیہ / انصاف تک رسائی DAG سکور (فی صد)	**54.9**	**52.6**	**43.5**
عدلیہ کتنی آزاد ہے؟	69.6	64.2	51.3
عدلیہ کس قدر مستعدی سے اور کس قدر سستا انصاف فراہم کرتی ہے؟	46.1	46.3	35.6
عدلیہ کے فیصلوں پر کتنی تیزی سے اور کس حد تک عملدرآمد ہوتا ہے؟	49.1	47.4	43.8

سول سوسائٹی

سول سوسائٹی نے اگلے سب سے زیادہ سکور 47% اور 56% حاصل کئے جو پچھلے سال کے مجموعی سکور اور انفرادی سوالات پر اگست 2014 تا دسمبر 2014 تک بڑے اضافے کو ظاہر کرتا ہے۔ قابل ذکر پیش رفت وہ ہے جب این جی اوز نے دہشت گردوں کے خلاف فوجی اقدام کے بعد ان کی پرتشدد کارروائیوں سے بچنے کے لئے نقل مکانی کرنے والے افراد کو معاونت فراہم کی۔ تاہم، نومبر 2013 میں حکومت نے غیر ملکی رقوم وصول کرنے والی تنظیموں کو منضبط کرنے کے لئے ایک پالیسی کی منظوری دی جس کے تحت، ملکی اور غیر ملکی تنظیموں کیلئے ضروری ہے کہ وہ غیر ملکی رقوم سے استفادہ کرنے سے پہلے حکومت کے اکانومک افیئرز ڈویژن میں رجسٹریشن کروائیں اور اس مقصد کے لئے حکومت کے ساتھ مفاہمتی یادداشت (MoU) پر دستخط کریں جس میں منجملہ دیگر امور، ان کے کام اور جغرافیائی دائرہ کار کی وضاحت شامل ہوگی۔ اس پالیسی نے سول سوسائٹی میں خدشات پیدا کئے ہیں کیونکہ یہ عمل، حکومت کی جانب سے سول سوسائٹی سیکٹر پر اضافی کنٹرول اور کام میں سست روی کا باعث بنے گا۔

بیوروکریسی / غیر منتخب انتظامیہ

اس پہلو کا DAG سکور، 50% (49.5% اور 48.3% تک) سے بھی نیچے رہا البتہ پچھلے سال کے 36.9% سکور سے کافی بہتر رہا۔ یہ اس ابتدائی خصوصی اہمیت کی بھی عکاسی کرتا ہے کہ پی ایم ایل (این) کی حکومت، شفاف طریقے اور آزادانہ ریکروٹمنٹ کمیٹی کے ذریعے بڑے حکومتی، نیم خودمختار اداروں کے سربراہان مقرر کرتی رہی ہے۔ تاہم، اس معاملے پر سال ہذا کے دوران بہت کم پیش رفت دیکھی گئی۔

حکومت اور حزب اختلاف نے ملک کے بڑے انٹی کرپشن کے ادارے، قومی احتساب بیورو (نیب) کے نئے چیف کیلئے ایک متفقہ امیدوار پر اتفاق کیا[38]۔ وزیراعظم نواز شریف اور قائد حزب اختلاف خورشید شاہ نے چودھری قمر الزمان کو بطور نیب چیئرمین مقرر کرنے کا فیصلہ کیا۔ تاہم پی ٹی آئی، پی ایم ایل اور جے آئی نے اس فیصلے کو مسترد کرتے ہوئے تجویز کردہ شخص کی ساکھ اور اس سلسلے میں پی ایم ایل (این) اور پی پی پی کے مابین گفت وشنید پر سوال اٹھایا۔ بیوروکریسی کے متعلق عوامی رائے 36% سے بھی کم تھی۔

انتہائی منفی انداز میں وفاقی حکومت نے بہت سے نمایاں بیوروکریٹس کو متنازعہ انداز میں برطرف کردیا۔ مثال کے طور پر، چیئرمین نادرا، جناب طارق ملک کو مشکوک حالات میں اس وقت برطرف کردیا گیا جب وہ متنازعہ انتخابی حلقہ جات میں انگوٹھے کے نشانات کی تصدیق فراہم کرنے میں مصروف تھے۔ مس انیتا تراب، جس کی سپریم کورٹ میں تسلسل سے اپیلوں کی وجہ سے 2012 میں بیوروکریسی میں سیاسی تقرریوں کے خلاف اہم فیصلہ ہوا،[39] کو جون 2013 میں اس کے سینئر افسران کی جانب سے برطرفی کا نوٹس دیا گیا۔ رپورٹ کے مطابق، یہ سب کچھ اس کے چیف الیکشن کمشنر کو لکھے جانے والے خط کی وجہ سے ہوا جس میں 2013 کے الیکشن سے پہلے پی پی پی حکومت کی جانب سے بیوروکریسی میں وسیع پیمانے پر اکھاڑ پچھاڑ کی نشاندہی کی گئی تھی۔

جدول 7: DAG سکور: انتخابی عمل اور بندوبست

	اگست 2014 تا دسمبر 2014	جون 2013 تا جولائی 2014	2012-2013
انتخابی عمل اور بندوبست DAG سکور (فیصد)	**53.9**	**50.0**	**53.8**
آئین اور قوانین کس حد تک خودمختار اور موثر الیکشن کمیشن کی ضمانت دیتے ہیں؟	64.1	55.8	63.8
الیکشن کمیشن آف پاکستان کس حد تک خودمختار ہے؟	52.2	48.4	58.8
الیکشن کمیشن آف پاکستان کی ساکھ کے بارے میں ملکی عوام میں کس حد تک اعتماد پایا جاتا ہے؟	40.5	45.3	57.5
اپنے احکامات منوانے میں الیکشن کمیشن آف پاکستان کس حد تک بااختیار، موثر اور اہل ہے؟	51.7	46.3	51.3
انتخابی فہرستیں کس حد تک درست اور اپ ٹو ڈیٹ ہیں؟	56.6	56.8	54.4
آپ کی رائے میں، 2013 کے عام انتخابات کس حد تک شفاف اور منصفانہ تھے؟	58.3	47.4	

جدول 8: DAG سکور: سول سوسائٹی

	اگست 2014 تا دسمبر 2014	جون 2013 تا جولائی 2014	2012-2013
سول سوسائٹی DAG سکور (فیصد)	**56.7**	**47.0**	**46.4**
سول سوسائٹی کس حد تک پاکستان کے مختلف شعبہ ہائے زندگی کی نمائندگی کرتی ہے؟	57.8	48.4	51.3
سول سوسائٹی کس حد تک ملک کے عوام کے مسائل اجاگر کرتی ہے؟	60.4	50.5	50.6
پاکستان کی سول سوسائٹی کس قدر موثر ہے؟	51.7	42.1	43.8

سیاسی جماعتیں

سیاسی پارٹیاں کے سکورز 43.9% اور 45.7%، پچھلے سال کے سکور (45.4%) کے لحاظ سے بنیادی طور پر بغیر کسی ردوبدل کے رہے۔ تاہم وسعت کے متعلق ادراک میں واضح ابتری تھی جس میں انجمن سازی کی آزادی کی گارنٹی دینا ہے اور جون 2013 تا جولائی 2014 تک اس پر کتنی حد تک عمل کیا گیا۔ مجموعی طور پر ان دو ذیلی سوالات پر تاثر 50% کے لگ بھگ تقریباً مثبت ہی رہا۔

اگست 2014 تا دسمبر 2014 تک یہ سکورز تقریباً 2013 کی سطح تک واپس چلے گئے تھے۔ تاہم، سیاسی پارٹیوں کی حقیقی کارکردگی سے متعلق تین سوالات پر، سکورز نے پچھلے سال کی نسبت صرف متعدل تبدیلی ظاہر کی ہے اور پہلے دو سوالات کی نسبت بہت کم ترقی کی ہے۔ یہ اس حقیقت کی عکاسی کرتا ہے کہ دو پارٹیوں پی ٹی آئی اور جے آئی کے سوا، دیگر پارٹیوں میں داخلی جمہوریت نہ ہونے کے برابر ہے۔ فنڈ اکٹھا کرنے اور اخراجات میں بہت کم شفافیت نظر آتی ہے اور مخصوص خاندانوں اور ان کے قریبی حمایتی افراد کے بھاری بھرکم اثرورسوخ سے آزادانہ کام کرنے میں ناکامی ظاہر ہوتی ہے۔ پلڈاٹ کی جانب سے 2014 کے دوران ایک الگ سے کئے گئے سیاسی جماعتوں کی داخلی جمہوریت کے جائزے میں آٹھ بڑی پارٹیوں میں سے سب سے زیادہ نمبر (49%) پی ٹی آئی کو اور سب سے کم نمبر (32%) پی ایم ایل (این) کو ملے[40]۔ علاوہ ازیں مرکزی قیادت کا اپنے کارکنوں پر کنٹرول کا فقدان نظر آیا جس کے نتیجے میں خاص طور پر پی ٹی آئی اور پی ایم ایل (این) پارٹی ورکرز کے مابین اختلاف کی اکثر و بیشتر مثالیں سامنے آتی رہی ہیں۔

مزید برآں 64% لوگوں نے اپنی پسندیدہ سیاسی پارٹی کو مثبت ریٹنگ دی ہے جو ممکنہ حد تک انتخاب کنندہ اور پارٹیوں کے درمیان قریبی روابط لیکن صرف 44% عام طور پر سیاسی پارٹیوں کی عکاسی کرتی ہے۔

جدول 9: DAG سکور: بیوروکریسی/غیر منتخب انتظامیہ

	اگست 2014 تا دسمبر 2014	جون 2013 تا جولائی 2014	2012-2013
بیوروکریسی/غیر منتخب انتظامیہ DAG سکور	**48.3**	**49.5**	**36.9**
غیر منتخب انتظامیہ کو کس حد تک قانون، قواعد وضوابط کے مطابق اور جماعتی اثرورسوخ سے بالاتر ہو کر کام کرنے کی اجازت ہے؟	41.3	42.1	35
آئین اور قوانین میں انتظامیہ کی آزادی کی کس حد تک ضمانت دی گئی ہے؟	51.3	56.8	43.3

میڈیا

جون 2013 تا جولائی 2014 تک میڈیا کے DAG سکور میں پچھلے سال (47.4%) کے مقابلے میں بڑی گراوٹ (42.8%) دیکھنے میں آئی۔ لیکن اگست 2014 تا دسمبر 2014 تک سکور 50% سے بھی زائد تک چلا گیا۔ میڈیا کی کارکردگی کو ریاستی اداروں پر غیر مصدقہ الزامات نشر کرنے اور گستاخانہ مذہبی مواد دکھانے کی وجہ سے سکروٹنی کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے نتیجے میں' میڈیا کی آزادی کو بہت بڑا دھچکا لگا اور جیو اور اے آر وائی ٹیلی ویژن پر ایک محدود مدت کے لئے پابندی بھی عائد کردی گئی۔ جیو ٹیلی ویژن کے حامد میر پر قابل مذمت حملے کی کوشش [41] نے اس صورتحال میں مزید اضافہ کیا۔ یہ واقعہ بھی حکومت اور فوج کے مابین تعلقات میں تلخی کا باعث بنا کیونکہ اس پورے سانحہ کے دوران حکومت کو جیو ٹیلی ویژن اور فوج کو آئی ایس آئی کی حمایت کے طور پر دیکھا گیا۔ کسی حد تک سیاسی اور عدالتی مداخلت کی وجہ سے ان معاملات کو موثر انداز سے ہینڈل کرنے میں پیمرا کی ناکامی' میڈیا کیلئے متوازن ضابطہ اخلاق وضع کرنے کی ضرورت کی عکاسی کرتی ہے۔

ایک خوش آئند پیش رفت اس وقت ہوئی جب انسداد دہشت گردی کی عدالت نے جیو ٹیلی ویژن کے رپورٹر ولی خان بابر' جسے 2011 میں کراچی میں بے رحمانہ طور پر قتل کردیا گیا تھا' کے کیس میں مجرموں کو سزا دی۔ یہ مقدمہ اس وجہ سے اہمیت کا حامل ہے کہ مجرموں نے اپنے جرم کے پانچ اہم عینی شاہدین کو اس لئے قتل کردیا تھا کہ انصاف کے حصول میں رکاوٹ ڈالی جائے۔ مارچ 2014 میں انسداد دہشت گردی کی عدالت کی جانب سے مجرم کو سزا دینا یقیناً درست سمت میں ایک اہم قدم ہے۔ میڈیا کے متعلق عوامی رائے 56% حاصل کرتے ہوئے میڈیا کی آزادی قومی سطح پر مثبت رہی۔ الیکٹرونک میڈیا کو

جدول 10: DAG سکور: سیاسی جماعتیں

	اگست 2014 تا دسمبر 2014	جون 2013 تا جولائی 2014	2012-2013
سیاسی جماعتیں DAG سکور (فیصد)	**45.7**	**43.9**	**45.4**
آئین کس حد تک ملک بھر میں انجمن سازی کی ضمانت دیتا ہے؟	62.1	54.7	65.6
ملک بھر میں انجمن سازی پر درحقیقت کس حد تک عملدرآمد ہوتا ہے؟	57.0	49.5	55
سیاسی جماعتیں داخلی طور پر کس قدر جمہوری ہیں؟	28.4	32.6	35
سیاسی جماعتیں کس حد تک غیر اعلانیہ انٹرسٹ گروپوں کے اثر ورسوخ سے آزاد ہیں؟	40.9	41.1	38.1
سیاسی جماعتیں عمومی طور پر کتنی منظم ہیں؟	45.7	43.2	38.8
سیاسی جماعتیں اپنی سرگرمیوں کو سرانجام دینے کے لئے کس حد تک مالی طور پر مستحکم ہیں؟	40.6	40.0	42.5

جدول 11: DAG سکور: میڈیا

	اگست 2014 تا دسمبر 2014	جون 2013 تا جولائی 2014	2012-2013
میڈیا DAG سکور (فیصد)	**53.1**	**42.8**	**47.2**
آپ کی رائے میں میڈیا ملک کے اندر اور باہر کے بااثر انٹرسٹ گروپوں کے اثر سے کس حد تک آزاد ہے؟	45.2	43.2	42.5
آپ کی رائے میں ملکی عوام، پرنٹ میڈیا کی جانب سے قومی مسائل کی کوریج کو کس حد تک قابل اعتبار سمجھتی ہے؟	60.9	42.1	

64% اعتماد حاصل رہا اور پرنٹ میڈیا 57% سکور کے ساتھ مثبت رہے۔

انسانی حقوق

ملک میں انسانی حقوق کی صورتحال کے متعلق 2013 تک DAG سکور میں بہت بڑا اضافہ (42.1% اور 42.6% بمقابلہ 25.8%) رہا اور تمام ذیلی سوالات میں، ماسوائے انفرادی حقوق کے سوال کے، بڑی تبدیلی آئی ہے۔ شاید یہ سپریم کورٹ کی جانب سے لاپتہ افراد کے کیس پر بنیادی فوکس کی عکاسی کرتا ہے۔

ایسا لگتا ہے کہ لاپتہ افراد کے کیس اور اعلیٰ عدلیہ کی جانب سے اسے نمٹانے کے نتیجے میں حکومت نے مختلف ترامیم کے بعد تحفظ پاکستان قانون، 2014 کے عنوان سے قانون سازی متعارف کرائی۔

قانون ہذا، بنیادی طور پر سول اور فوجی قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں کو مجاز بناتا ہے کہ وہ کسی بھی شخص کے خلاف معقول خدشات کی بنیاد پر اس پر گولی چلائے، بغیر وارنٹ گرفتار کرے یا کسی احاطے میں بغیر کسی وارنٹ کے داخل یا سرچ کر سکتا ہے اور 90 دن تک احتیاطی طور پر حراست میں لے سکتا ہے اور اس کو موثر بماضی اطلاق دینے سے ظاہر ہوتا ہے کہ قانون ہذا، قانون نافذ کرنے والی سول اور فوجی ایجنسیوں کو تحفظ فراہم کرنے کیلئے بنایا گیا ہے۔

قانون ہذا پر انسانی حقوق کی تنظیموں کی جانب سے تنقید کی گئی ہے اگر چہ دیگر تنظیموں نے یہ دلائل بھی دیئے ہیں کہ یہ ضروری ہے کہ پاکستان میں پائے جانے والے غیر معمولی سیکورٹی حالات کے تناظر میں پارلیمنٹ کو سخت ترین انسداد دہشت گردی کے قانون اور انسانی حقوق کے تحفظ کے مابین توازن برقرار رکھنا چاہیے۔

ماڈل ٹاؤن سانحہ کا کوئی نتیجہ خیز حل سامنے نہیں آیا ہے اور نہ اس سانحہ پر جسٹس باقر علی نجفی کی مرتب کردہ رپورٹ کی بنیاد پر کوئی اقدام ہی اٹھایا گیا ہے۔

اگر چہ پشاور المیے تک، پاکستان میں دہشت گردی کے واقعات میں مبینہ طور پر 55,000 لوگ مارے جا چکے ہیں، تاہم، حکومت اب تک دہشت گردی کے خلاف ایسی سخت حکمت عملی وضع کرنے میں لیت ولعل سے کام لیتی رہی ہے۔ جس کے نتیجے

میں بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہو جیسے ریاست کی جانب سے زندگی اور جائیداد کے تحفظ کی خلاف ورزی۔

دسمبر 2014 کے پشاور سانحہ، جس میں طالبان نے 130 سے زائد سکول کے بچوں کو قتل کیا، کے نتیجے میں کٹر دہشت گردوں سے نمٹنے کیلئے کل جماعتی کانفرنس نے فوجی عدالتوں کے قیام کی منظوری دی۔ فوجی عدالتوں کے قیام اور سزائے موت پر عملدرآمد کے التواء پر پابندی ہٹانے پر تنقید کی گئی کیونکہ اس سے مجرمان کو اپنے دفاع کا مناسب موقع نہیں مل سکے گا اور نتیجے میں معصوم لوگ پھانسی چڑھ سکتے ہیں۔

قانون کی حکمرانی (عوامی بالادستی)

قانون کی حکمرانی سے متعلق DAG سکور، جو 50% سے کم رہا میں جولائی 2014 تک پچھلے سال کے سکورز (40.7% بمقابلہ 29.4%) کی نسبت بڑی حد تک بہتری نظر آئی۔ اس کے ساتھ ساتھ پاکستان کی سیکورٹی ایجنسیوں کو عوامی حکومت کو رپورٹ کرنے کی وسعت سے متعلقہ دو سوالات میں نمایاں اضافہ نظر آیا۔ تاہم 2013-2012 تک کے اضافے کی سطح جنوری 2015 تک بڑی حد تک نیچے گر گئی کیونکہ پی ٹی آئی/پی اے ٹی کے احتجاج اور پشاور سانحہ نے فوج کو حاوی کر دیا۔

کابینہ کی ڈیفنس کمیٹی کی جگہ نیشنل سیکورٹی کمیٹی (این ایس سی) کی تشکیل اس حوالے سے ایک اہم پیش رفت ہے۔ حکومت پاکستان کا نیا نیشنل سیکورٹی ڈویژن، واضح فرائض منصبی سونپتے ہوئے، این ایس سی کے سیکرٹریٹ کے طور پر کام کرنے کیلئے قائم کیا گیا ہے۔[42,43,44] اگرچہ این ایس سی اراکین، غیر رسمی طور قیام کے بعد باقاعدگی سے اجلاس کر چکے ہیں، تاہم انہوں نے این ایس سی کی باقاعدہ تشکیل کے بعد اس سلسلے کو جاری نہیں رکھا ہے۔ یہ امر اداروں کے استحکام کے لئے نقصان دہ ہے۔ اس کی فیصلہ سازی کے کردار اور آرمڈ فورسز کے سربراہان کی رکنیت کے متعلق ایک تنقیدی جائزے اور نظر ثانی کی ضرورت ہے کیونکہ یہ دونوں امور اس قسم کے دیگر عالمی اداروں کے برخلاف ہیں۔

جدول 12: DAG سکور: انسانی حقوق

	اگست 2014 تا دسمبر 2014	جون 2013 تا جولائی 2014	2012-2013
انسانی حقوق DAG سکور (فیصد)	**42.6**	**42.1**	**25.8**
حکومت اپنے شہریوں کی آزادی کا تحفظ کرنے میں کتنی موثر ہے؟	40.9	40.0	29.4
حکومت اس بات کو یقینی بنانے میں کس قدر موثر ہے کہ بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی نہ ہو؟	37.7	40.0	28.8
حکومت، مذہبی اور لسانی اقلیتوں کے ساتھ کس حد تک مساوی سلوک روا رکھتی ہے؟	35.3	37.9	28.1
اگر کبھی انفرادی حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے تو ایسی خلاف ورزی سے تحفظ کے لئے انتظامات کس قدر موثر ہیں؟	36.1	33.7	40.6
آئین انفرادی (انسانی) حقوق کی کس قدر موثر ضمانت دیتا ہے؟	63.2	58.9	53.1

پاکستان کی پہلی نیشنل انٹرنل سکیورٹی پالیسی (NISP)' 26۔اگست 2014 تا دسمبر 2014 کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں بھی پیش کی گئی۔این آئی ایس پی تین عناصر پر مشتمل تھی:

ا۔ تمام سٹیک ہولڈرز کے ساتھ مذاکرات

۲۔دہشت گردوں کوان کے معاونتی نظام سے الگ تھلگ کرنا

۳۔ پاکستان کی داخلی سکیورٹی کو درپیش خطرات کوزائل کرنے کیلئے سکیورٹی سازوسامان کی صلاحیت سازی کے ذریعے مزاحمت میں اضافہ کرنا۔

وزیراعظم نواز شریف کے کئے گئے عہد[45] کہ آرمی چیف کی اسامی' سنیارٹی کے اصولوں کی بنیاد پرپُر کی جائے گی' کے برعکس' لیفٹیننٹ جنرل راحیل شریف' جوآرمی رینک کے مطابق سنیارٹی میں تیسرے نمبر پر تھے' کو 28 نومبر 2013 کو نیا آرمی چیف مقرر کردیا گیااوراس سے ان قیاس آرائیوں کا خاتمہ ہوگیا جومہینوں سے جاری تھیں۔

مزید یہ کہ وفاقی وزیر دفاع اور پانی وبجلی' خواجہ محمد آصف' ایم این اے کی جانب سے مالاکنڈ مددگار مرکز میں 35 انٹرنز میں سے ایک انٹرن' یاسین شاہ کو جبری طور پر غائب کردینے کے الزام میں سپریم کورٹ آف پاکستان کی ہدایت پر خیبر پختونخواہ کے تھانہ مالاکنڈ میں ایک نائب صوبیدار کے خلاف ایف آئی آر درج کی گئی ہے[46]۔تاہم بلوچستان کے لاپتہ افراد کے کیس کی سماعت کے دوران ایک اور پیش رفت اس وقت سامنے آئی جب سپریم کورٹ کو بتایا گیا کہ آرمی اہلکاران' میجر سیف اور میجرمعین' جومبینہ طور پر لاپتہ افرد کی حراست میں ملوث ہیں' پر پاکستان آرمی ایکٹ کے تحت مقدمہ چلایا جائے گا۔[47]

جیسا کہ گزشتہ باب میں ذکر کیا گیا کہ دہشت گردوں کے ساتھ مذاکرات اور ملٹری ایکشن پر سویلین اور فوجی قیادت کے مابین تناؤجاری رہا۔جنرل (ر) پرویز مشرف کا مقدمہ' بھارت کے ساتھ تعلقات' لاپتہ افراد کا مقدمہ' میڈیا ایشوز اور سکیورٹی سے متعلق دیگر معاملات' اسلام آباد میں پی ٹی آئی کے دھرنے' جنھوں نے جمہوری حکومت کو کمزور کیا اور دسمبر 2014 میں پشاور سانحہ جس کے نتیجے میں فوجی عدالتیں بنائی گئیں' کے دوران فوج کا غالب عروج رہا۔ان پر سول سوسائٹی کے اراکین کی جانب سے تنقید کی گئی کیونکہ اس طرح اختیارات کے توازن میں سویلین سے فوج کی جانب علامتی اور ٹھوس بنیاد پر اضافہ ہوااور سویلین عدالتی نظام کی ساکھ کو نقصان پہنچا۔

عوامی رائے کے سروے کے مطابق فوج پر جمہوری اختیارات

جدول 13: DAG سکور: قانون کی حکمرانی

	اگست 2014 تا دسمبر 2014	جون 2013 تا جولائی 2014	2012-2013
قانون کی حکمرانی DAG سکور	**33.9**	**40.7**	**29.4**
ملک میں کس حد تک قانون کی حکمرانی قائم ہے؟	34.3	37.9	34.4
سیکورٹی سیکٹر پر منتخب حکومت کا کس حد تک موثر کنٹرول ہے؟	34.8	34.7	29.4
انٹیلی جنس ایجنسیوں پر منتخب حکومت کا کس قدر موثر کنٹرول ہے؟	32.6	49.5	30

کو مثبت حد تک 45% کی ریٹنگ دی گئی اور صرف 19% نے یہ رائے دی کہ فوجی دور حکومت گورننس کی بہترین صورت ہے۔

پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیاں

اسمبلیوں کے موثر ہونے کے مجموعی DAG سکور میں جون 2013 تا جولائی 2014 تک پچھلے سال کے سکور (40.5% بمقابلہ 44.9%) کے اعتبار سے معتدل گراوٹ تھی۔ لیکن اگست 2014 تا دسمبر 2014 تک رجحان، 2013 کی سطح تک چلا گیا۔ پارلیمان، قانون مالیات 2013 اور 2014 کے ماسوا 31۔ دسمبر 2014 تک بشمول قانون تحفظ پاکستان 2014 کے 8 قوانین منظور کر چکا ہے۔ قانون سازی کی تعداد کے حوالے سے صوبائی اسمبلی سندھ نے 36 مسودات قانون منظور کر کے سب سے آگے رہی۔ تاہم صوبائی اسمبلی خیبر پختونخواہ (KPK) کا خصوصی ذکر کیا جانا چاہیے جس نے معلومات تک رسائی کا ایک مضبوط قانون منظور کیا[48]۔ دیگر قوانین میں کرپشن کو روکنے کیلئے مسودہ قانون احتساب کمیشن[49]، عوام کو بروقت خدمات کی فراہمی کو یقینی بنانے کیلئے آرڈیننس (حق رسائی) پبلک سروسز مجریہ 2013[50] اور مسودہ قانون مقامی حکومت 2013 شامل ہیں[51]۔ صوبائی اسمبلی پنجاب نے قانون حق رسائی معلومات وشفافیت 2013، مسودہ قانون نمائندگی نسواں 2014[52] اور مسودہ قانون مقامی حکومت 2014 بھی منظور کیئے۔

مزید یہ کہ چودھویں قومی اسمبلی مسلسل دوسری مرتبہ وہ ایوان بن گیا جس میں قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف کو چیئر مین پبلک اکاؤنٹس کمیٹی (PAC) منتخب کیا گیا[53]۔ دوسری خوش آئند پیش رفت یہ ہے کہ سپیکر قومی اسمبلی سردار ایاز صادق، ایم این اے نے قومی اسمبلی سیکرٹریٹ میں سٹاف کی بھرتی کیلئے فیڈرل پبلک سروس کمیشن (FPSC) کے ذریعے شفاف اور میرٹ پر مبنی لائحہ عمل کا اعلان کیا۔ مزید برآں پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس نے PAT/PTI کے احتجاجوں، جو اپنے عروج پر تھے، کے زور کو ختم کرنے میں بھی مدد دی۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ وزیراعظم نواز شریف نے پہلے پارلیمانی سال کے دوران قومی اسمبلی کے ہونے والے اجلاسوں میں صرف 2% اجلاسوں میں شرکت کی۔

نئی قومی اسمبلی نے تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد قائمہ کمیٹیاں تشکیل دیں جبکہ اس کو قائد ایوان کے انتخاب کے تیس یوم کے اندر اندر قائمہ کمیٹیاں تشکیل دینا تھیں[54]۔ اس سے بھی بدتر حالت دیکھئے کہ تینوں صوبائی اسمبلیوں نے سات سے دس ماہ کے بعد یہ کمیٹیاں تشکیل دیں۔ صوبائی اسمبلی بلوچستان گزشتہ مدت (13-2008) کے پورے پانچ سالوں میں قائمہ کمیٹیاں تشکیل دینے میں ناکام رہی حتیٰ کہ اس رپورٹ کی تکمیل تک بھی موجودہ اسمبلی کی کمیٹیاں تشکیل نہ دی جا سکی ہیں۔ قائمہ کمیٹیوں کو فعال بنانے کیلئے سنجیدہ جدوجہد کی واضح کمی نظر آئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسمبلی کی انتظامیہ پر نگرانی کمزور ہوگئی۔ اسمبلیوں کی کارکردگی کے بارے میں عوامی منظوری کی شرح، ان کے موثر ہونے کے لئے 48% اور ان پر اعتماد کے لئے 60% رہی۔

دسمبر 2014 میں پلڈاٹ کی جانب سے کیئے جانے والے ایک علیحدہ جائزے کے مطابق، اسمبلی کی کارکردگی کے مختلف

دس پہلوؤں میں، صوبائی اسمبلی خیبر پختونخواہ پہلے اور صوبائی اسمبلی پنجاب آخری نمبر پر رہی۔ مجموعی طور پر تمام چاروں اسمبلیوں نے 50% سے زائد نمبر حاصل کئے۔[55]

قومی اور صوبائی حکومتیں / کابینہ ہائے

عام انتخابات کے بعد چار مختلف سیاسی پارٹیوں پر مشتمل صوبائی حکومتیں بنیں۔ جس سے ان میں جمعیت اور ان کے درمیان صحت مندانہ مقابلے کا امکان پیدا ہوا۔ قومی اور صوبائی حکومتوں کی کارکردگی کے بارے میں DAG سکور، پچھلے سال کے مقابلے میں (34.5% اور 38.3% بمقابلہ 44.9%) بہت کم رہا۔ ان کی کارکردگی 2014 کے تمام تیرہ (13) پہلوؤں میں دوسری بدترین شرح کے طور پر سامنے آئی۔ یہ ایک عام تاثر ہے کہ تمام پانچوں cabinets کو بااختیار نہیں بنایا گیا اور تمام فیصلے یا تو انفرادی طور پر چیف ایگزیکٹو نے کئے یا اس کی چھوٹی سی کچن کابینہ کی جانب سے

جدول 14: DAG سکور: پارلیمان اور صوبائی اسمبلیاں

	اگست 2014 تا دسمبر 2014	جون 2013 تا جولائی 2014	2012-2013
پارلیمان اور صوبائی اسمبلیاں DAG سکور	**44.8**	**40.5**	**44.9**
آپ کی رائے میں عوام کی نمائندگی کے اپنے فرض کی ادائیگی کے حوالے سے قومی اور صوبائی اسمبلیاں کس قدر موثر ہیں؟	45.2	41.1	
قومی اور صوبائی اسمبلیاں، ملکی عوام کے مختلف شعبہ ہائے زندگی (مذاہب، صوبوں، لسانیت، معاشی گروپوں وغیرہ) کی کس حد تک نمائندگی کرتی ہیں؟	45.7	43.2	58.1
قومی اور صوبائی مسائل کو حل کرنے کے لئے قانون سازی کرنے میں قومی اور صوبائی اسمبلیاں کس حد تک موثر ہیں؟	45.8	36.8	43.1
انتظامیہ کی نگرانی کے حوالے سے قومی اور صوبائی اسمبلیاں کس حد تک موثر ہیں؟	37.3	34.7	36.9
ملک / صوبے میں پائے جانے والے مختلف نکتہ ہائے نظر میں اتفاق رائے پیدا کرنے کا فورم فراہم کرنے میں قومی اور صوبائی اسمبلیاں کس قدر موثر ہیں؟	46.1	44.2	45.6
قومی اور صوبائی اسمبلیاں شہریوں کے لئے کس حد تک شفاف اور قابل رسائی ہیں؟	42.3	40.0	40.6
قومی اور صوبائی اسمبلیوں نے کس حد تک انتظامیہ کے اثر سے مبرا کام کیا اور مشترکہ ایجنڈے میں اپنا کردار ادا کیا؟	38.8	37.9	
آپ کی رائے میں قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں حکومت اور حزب اختلاف نے کس حد تک تعمیری تعلق کار برقرار رکھا؟	57.0	46.3	

ربڑسٹیمپ کے ذریعے کئے گئے۔ یہ تمام cabinets عام طور پر مختلف سرکاری محکموں اور غیر منتخب انتظامیہ کی استعداد کار کو بہتر بنانے میں موثر کردار ادا کرنے اور ان کے درمیان رابطہ کو یقینی بنانے میں ناکام رہیں۔

نتیجتاً، بدترین سکور (16.8%) جو تیرہ مختلف پہلوؤں کے علاوہ کسی بھی ذیلی سوال سے متعلق ہو نیچے دیئے گئے سوال کے طور پر ظاہر ہوا جو کہ وفاقی کابینہ کی مشترکہ ذمہ داری سے متعلق ہے۔ کابینوں کیلئے عام طور پر عوامی منظوری کی شرح 38.3% تھی۔ صوبائی کابینوں کیلئے عوامی منظوری کی شرمیں جو کہ مسائل کے حل کے متعلق تھیں وہ پنجاب کیلئے 48% سندھ کیلئے 24% کے۔ پی۔ کے کیلئے 53% اور بلوچستان کیلئے 45% تھیں۔

پاکستان کی جمہوریت میں ایک منفی پہلو یہ ہے کہ بہت سے ایسے فیصلے جو کابینہ کو کرنے ہوتے ہیں، وہ قواعد کار میں نرمی کرتے ہوئے وزیر اعظم اور وزرا اعلیٰ کی جانب سے کئے گئے۔ یہ پارلیمانی جمہوریت کی بجائے وزیراعظم طرز کی جمہوریت لگتی ہے۔ یہ بات طے ہے کہ پاکستان میں صدارتی طرز کی حکومت نہیں ہے کیونکہ اس میں اختیارات ایک ہی شخص کے پاس ہوتے ہیں تاہم، کہا تو یہ جاتا ہے کہ پاکستان میں پارلیمانی طرز حکومت ہے لیکن اختیارات اب بھی صرف وزیر اعظم ہی استعمال کرتا ہے۔ اسی لئے قواعد کار (رولز آف بزنس) میں ایک ترمیم ہونی چاہئے کہ تمام فیصلوں پر عملدرآمد کابینہ کے ووٹ سے ہوگا جیسا کہ اسرائیل میں ہے۔

مقامی حکومتیں

تیرہ پہلوؤں میں سے اس پہلو کو کم ترین سکور ملا۔ گزشتہ سال کے DAG سکور (32.1% بمقابلہ 22.7%) میں جون 2013 تا جولائی 2014 تک بہت بہتری ہوئی لیکن اگست 2014 تا دسمبر 2014 تک یہ سکور 2013 سے بھی نیچے کی سطح پر آ گیا۔ اس کی ایک بہت بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ بلوچستان وہ واحد صوبہ ہے جس نے صوبے میں امن وامان کی ایک سنگین صورتحال کے باوجود

جدول 15: DAG سکور: وفاقی اور صوبائی حکومتیں / کابینہ

	اگست 2014 تا دسمبر 2014	جون 2013 تا جولائی 2014	2012-2013
وفاقی اور صوبائی حکومتیں / کابینہ DAG سکور (فیصد)	**8.3**	**34.5**	**44.9**
وفاقی کابینہ کی اجتماعی ذمہ داری کا تصور کس قدر مستحکم ہے؟	20.0	16.8	
صوبائی کابینہ ہائے کی اجتماعی ذمہ داری کا تصور کس قدر مستحکم ہے؟	38.3	35.8	
آپ کی رائے میں، وزیر اعظم نے کس حد تک پارلیمان کے ساتھ ایک گہرا اور تعمیری رشتہ برقرار رکھا ہے؟	33.9	30.5	
آپ کی رائے میں، وزرا اعلیٰ نے کس حد تک صوبائی اسمبلیوں کے ساتھ ایک گہرا اور تعمیری رشتہ برقرار رکھا ہے؟	40.9	37.9	

مقامی حکومت کے انتخابات کروائے ہیں۔ باقی تینوں صوبوں نے اپنی اسمبلیوں کی جانب سے مقامی حکومتوں کے قانون پاس کرنے کے باوجود ابھی تک مقامی حکومتوں کے انتخابات نہیں کروائے ہیں۔ فیڈرل اتھارٹی (آئی۔سی۔ٹی، فاٹا وغیرہ) کے تحت آنے والے علاقہ جات میں مقامی حکومت کی تشکیل کیلئے قومی اسمبلی کی جانب سے کوئی قانون منظور نہیں کیا گیا۔ مزید برآں صوبائی حکومتوں نے کمشنری نظام کو ترجیح دی ہے جس کے ذریعے وہ بذریعہ بیوروکریسی براہ راست مقامی حکومتوں کے فرائض سرانجام دینے کا انتظام کرتے ہیں[56]۔

اس مسئلے پر سپریم کورٹ کی جانب سے زبردست عدالتی دباؤ ڈالا گیا، تاہم وہ بے سود ثابت ہوا۔

جمہوریت کا مجموعی معیار

ملک میں معیارِ جمہوریت کے سوال پر مجموعی طور پر سکور میں گزشتہ سال (47.4% اور 44.3% بمقابلہ 54%) کے مقابلے میں بہت کمی دیکھنے میں آئی اور مجموعی سکور 50% سے بھی نیچے چلا گیا۔ تاہم باقی گیارہ پہلوؤں کے اوسط سکورز میں ماسوا مجموعی معیارِ جمہوریت کے ایک معتدل اوسط کا اضافہ (45.7% اور 44.2%) ہوا جو گزشتہ سال 41.3% رہا۔ حوصلہ افزاء امر یہ ہے کہ عوام کی اکثریت نے جمہوریت کے مجموعی معیار کو مثبت یعنی 56% سکور دیا جبکہ 67% نے جمہوریت کو گورننس کیلئے بہترین نظام قرار دیا۔ مجموعی طور پر ان تیرہ کیٹگریز میں سے دوتہائی (8) کے DAG سکور میں گزشتہ سال کے مقابلے میں بہتری آئی۔ سال کے آغاز میں ہی جمہوری انتقال اقتدار کی صورت میں ایک مثبت اقدام سامنے آیا۔ مختلف سیاسی پارٹیوں کی جانب سے انتخابات کی شفافیت پر تحفظات کے اظہار کے باوجود تمام سیاسی پارٹیوں نے مقنّنہ (پارلیمنٹ) میں حصہ لیا۔ توقعات بھی بہت تھیں کیونکہ تمام بڑی سیاسی جماعتیں قومی وصوبائی سطح پر حکومت کا حصہ بنیں۔ چار مختلف جماعتوں نے صوبائی سطح پر حکومتوں کی قیادت کی جس سے ان میں صحت مندانہ مقابلے کا رجحان پیدا ہوا۔

تاہم سال کے اختتام تک اور بالخصوص اس رپورٹ کی تحریر کے وقت تک یہ خوش فہمی بہت حد تک ختم ہوگئی ہے اور سیاست نے ایسا بدنما رخ اختیار کرلیا ہے جو 1980 اور 1990 کی

جدول 16: DAG سکور: مقامی حکومت

	اگست 2014 تا دسمبر 2014	جون 2013 تا جولائی 2014	2012-2013
مقامی حکومت DAG سکور (فیصد)	**18.8**	**32.1**	**22.7**
ملک میں کس حد تک نمائندہ مقامی حکومتیں کام کررہی ہیں؟	16.5	27.4	19.3
پ کی رائے میں، ملکی سیاسی قیادت کس حد تک مقامی حکومتوں کے انتخابات کرانے میں سنجیدہ ہے؟	21.1	36.8	

دہائیوں کے بعد دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔اس مایوسی کی سب سے بڑی وجہ' قومی وصوبائی حکومتوں کی گورننس کے مذکورہ بالا پہلوؤں پر مایوس کن کارکردگی ہے۔ بیوروکریسی کو پیشہ ورانہ بنانے اور سرکاری اداروں کی استعداد بڑھانے میں بہت ہی کم پیش رفت ہوئی ہے۔اسمبلیاں' بالخصوص قومی اسمبلی' نئی قانون سازی متعارف کروانے میں کوئی زیادہ پیش رفت نہ کر سکی ہیں۔cabinetsاور پارلیمانی کمیٹیاں غیر موثر رہی ہیں جبکہ گورننس کے نظام کا پلڈاٹ نے ایک علیحدہ تجزیہ کیا ہے جس کے مطابق تمام پانچوں حکومتوں کے ایک کمزور گورننس کے دورانیہ نے جمہوریت کے بارے میں نظریات کو مزید ٹھیس پہنچائی ہے۔سول ملٹری تعلقات' PTIاور PAT کے احتجاج اور پشاور میں طالبان کی جانب سے بچوں کے قتل عام کے واقعات کے بعد' آرمی کے حق میں رہے۔ پی ٹی آئی' جو بہت حد تک صرف زبانی الزامات لگاتی رہی اور 2013 کے عام انتخابات کے دوران ہونے والی دھاندلی کیلئے کوئی ٹھوس ثبوت نہ پیش کر سکی' کی مہم نے پاکستان میں جمہوریت کی مستقبل میں مضبوطی کی پُر امیدی کو متاثر کیا ہے۔

جدول 17: DAG سکور: جمہوریت کا مجموعی معیار

جمہوریت کا مجموعی معیار DAG سکور (فیصد)	اگست 2014 تا دسمبر 2014	جون 2013 تا جولائی 2014	2012-2013
ملک میں جمہوریت کا معیار کس حد تک اچھا ہے؟	44.3	47.4	54.0
جمہوری ادارے کس قدر موثر ہیں اور جمہوری عمل کی کس حد تک موثر طریقے سے پابندی کی جاتی ہے؟	45.2	44.2	44.5

باب 4:
عالمی جمہوری منظرنامہ

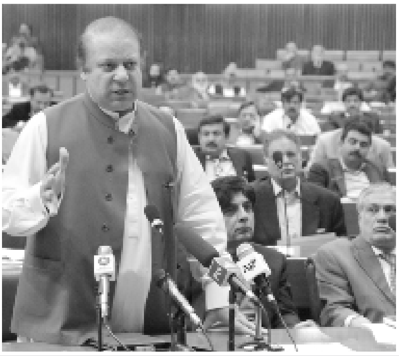

عالمی جمہوری منظر نامہ

اس باب میں پاکستانی جمہوریت کے ارتقا کیلئے موازناتی بنیاد فراہم کرنے کی غرض سے عالمی جمہوری منظر نامہ پیش کیا گیا ہے۔ یہاں نوزائیدہ جمہوریتوں کی مختلف اقسام اور ان عوامل کا جائزہ لیا گیا ہے جو کسی بھی ملک کے جمہوری نظام کو مستحکم بناتے ہیں۔ آخر میں، پاکستانی جمہوریت کا دیگر نوزائیدہ جمہوریتوں سے موازنہ کیا گیا ہے تاکہ آنے والے سالوں میں پاکستانی جمہوریت کے ممکنہ ارتقا سے متعلق کچھ نتائج اخذ کئے جاسکیں۔

عالمی سطح پر لوگ اچھی گورننس کے شدید خواہاں ہوتے ہیں۔ گورننس سے مراد فیصلہ سازی اور ریاستی اداروں کی جانب سے عوامی خدمات جیسے معاشی ترقی، تحفظ اور اشیائے ضروریہ کی فراہمی ہے۔ جمہوریت سے مراد ایسا طرزِ حکومت ہے جہاں یہ ریاستی ادارے بہت زیادہ شفاف، شریک اور جوابدہ ہوں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ ریاستی ادارے جتنے شفاف اور جوابدہ ہوں گے وہ عوام کی کثیر تعداد کو اتنی ہی بہتر گورننس فراہم کر پائیں گے۔ لہذا، جمہوریت سے توقع کی جاتی ہے کہ یہ آمریت اور شہنشاہیت جیسے متبادل غیر منتخب طرز ہائے حکومت کے مقابلے میں زیادہ بہتر گورننس کی ضامن ہوگی۔ عملی طور پر، ممالک کی کثیر تعداد آمریت کے نرغے سے نکلنے میں کامیاب نہیں ہو پاتی یا اگر ان میں منتخب حکومتیں آ بھی جائیں تو گورننس کا معیار زیادہ بہتر نہیں ہو پاتا جس سے جمہوریت کی اہمیت سے متعلق منفی تاثر قائم ہوتا ہے۔

اس رپورٹ میں غیر نمائندہ حکومتوں سے لے کر جمہوری ادوار اور اس کے نتیجے میں گورننس میں آنے والی بہتری کے مختلف مراحل پر روشنی ڈالی گئی ہے (جنہیں مرتضیٰ، 2011؛ منک Munck، 2003؛ ڈائمنڈ، 1997؛ شیڈلر Schedler، 1998 سے لیا گیا ہے)[57]۔

- ☆ **آمریت** سے یہاں مراد وہ صورتحال ہے جہاں قومی سطح پر انتخابات بالکل نہیں ہوتے۔
- ☆ **ہائبرڈ طرزِ حکومت** وہ ہے جہاں مختلف النوع ساکھ والے انتخابات تو ہوتے ہیں تاہم رسمی اختیارات، غیر منتخب اداروں کے پاس ہوتے ہیں جس سے منتخب حکومتوں کے اختیار سلب رہتے ہیں۔
- ☆ **عبوری جمہوریتوں** سے مراد وہ ممالک ہیں جہاں ایک یا دو اچھی ساکھ والے انتخابات کے ذریعے آمریت یا ہائبرڈ طرزِ حکومت سے نجات حاصل کرنے کی پہلی کوشش کی گئی ہے۔ وہاں منتخب حکومتوں کے پاس مکمل اختیارات ہیں اور غیر نمائندہ بادشاہت یا فوج کے پاس کوئی خاص رسمی اختیارات نہیں رہے اگرچہ ان اداروں کے پاس اب بھی کسی حد تک غیر رسمی اختیارات موجود ہیں۔
- ☆ **مستحکم جمہوری ممالک** سے مراد وہ ممالک ہیں جہاں باقاعدگی سے معتبر انتخابات ہوتے ہیں اور سول حکومت کو غیر منتخب ریاستی اداروں کے غیر رسمی اختیارات سے کوئی خدشہ نہیں ہوتا اور گورننس کا معیار آہستہ آہستہ بہتر ہو رہا ہے۔ ایسے ممالک کو

جدول 18: جمہوری حکومتوں کی اقسام اوران کی مثالیں

نمبر شمار	طرز حکومت کی اقسام	مثالیں
1	آمریت (معتبر انتخابات یا تو قومی سطح پر نہیں ہوتے یا بالکل نہیں ہوتے)	مشرق وسطیٰ کی شہنشائیت؛ وسط ایشیائی آمرتیں، چین، پاکستان (1999-2002)
2	ہائبرڈ (انتخابات تو ہوتے ہیں لیکن رسمی اختیارات غیر منتخب اداروں کے پاس ہوتے ہیں)	ایران، میانمر، ترکی (1990s) چلی (1990s)، پاکستان (2002-2008)
3	عارضی جمہورتیں (ایک یا دو معتبر انتخابات؛ غیر رسمی اہم اختیارات غیر منتخب اداروں کے پاس ہوتے ہیں؛ گورننس عمومی طور پر کمزور ہوتی ہے)	پاکستان، تیونس، تھائی لینڈ (2008-2013) ترکی (2000s)
4	مستحکم جمہوریت (معتبر انتخابات باقاعدگی سے ہوتے ہیں، سول حکومتیں مکمل بااختیار ہوتی ہیں؛ گورننس بتدریج بہتر ہوتی ہے)	بھارت، انڈونیشیا، ترکی، ملیشیا، سری لنکا، زیادہ تر لاطینی، کیربیین اور مشرقی یورپی ممالک
5	مکمل/بالغ جمہورتیں (اچھی ساکھ والے انتخابات باقاعدگی سے ہوتے ہیں؛ سول حکومتیں مکمل بااختیار ہوتی ہیں اور اعلیٰ معیار کی گورننس)	امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، مغربی یورپ، جاپان، جنوبی کوریا اور تائیوان

ً انتخابی جمہورتیں کہا جاتا ہے جہاں جمہوریت کی بساط سمیٹ سکنے والے تمام طاقتور گروپ، جمہوریت کو تسلیم کرتے ہیں۔

☆ **منظّم یا بالغ جمہوریتیں** وہ ممالک ہیں جہاں گورننس کا معیار بہت بہتر ہوتا ہے۔

دانشوروں نے چار اقسام کے ایسے عناصر کی نشاندہی کی ہے جو جمہوری پیش رفت پر اثر انداز ہوتے ہیں (GUO, 1999, Haynes, 2001):[58]

۱۔ ڈھانچے کے (structural) عوامل وہ عوامل ہیں جو میکرو لیول کے سماجی ڈھانچوں پر اثر انداز ہوتے ہیں مثلاً معاشی ترقی کی سطح، خواندگی کی سطحیں، نسلی تنوع اور سیاسی عدم مساوات۔

۲۔ اداراتی (institutional) عوامل وہ ہیں جو کسی دیئے گئے وقت پر مختلف سماجی اداروں کے مابین طاقت کے توازن پر توجہ مرکوز کرتے ہیں۔

۳۔ سٹریٹجک انتخاب (strategic choice) کے عوامل میں ذاتی مفاد کی بنیاد پر طاقتور افراد کی مائکرو سطح کے انتخاب شامل ہیں۔

۴۔ عارضی سیاسی و معاشی (transient political-economic) عوامل جو کساد بازاری، جنگوں اور علاقائی سیاسی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

ستم ظریفی یہ ہے کہ پاکستان 1947 میں ایک منتخب حکومت کے تحت معرضِ وجود میں آیا۔ بدقسمتی سے پاکستان میں باقاعدگی سے انتخابات نہیں ہوئے اور اب تک پاکستان میں آنے والے چار فوجی ادوار میں سے 1958 کے پہلے دور کا آغاز ہوا۔ اگرچہ اس پورے عرصہ میں فوج خاصے غیر رسمی اختیارات استعمال کرتی رہی تاہم 1971, 1988 اور 2008 میں عبوری جمہوری ادوار بھی آئے۔

1947 سے لے کر اب تک پاکستان میں بھارت اور سری لنکا کی مستحکم جمہوریت کے مقابلے میں 10 مختلف سیاسی ادوار دیکھنے میں آئے جو جدول 19 میں دیئے گئے ہیں۔ 2008 سے لے کر اب تک پاکستان میں دو انتخابات ہوئے جنہیں عالمی اور قومی مبصرین نے قابل اعتبار گردانا، تاہم فوج اب بھی خاصی با اختیار ہے۔ لہذا پاکستان کو ایک عبوری جمہوریت کہا جا سکتا ہے۔

عالمی جمہوری ادارے جیسے فریڈم ہاؤس اور اکنامک انٹیلی جنس یونٹ، پاکستان کو ہائبرڈ حکومت کے زمرے میں رکھتے ہیں کیونکہ ان کی توضیحات اور جمہوری اقسام یہاں سے مختلف ہیں۔ اگرچہ یہاں جمہوریت کا آغاز ہو چکا اور اس میں دُنیا کے بے شمار ترقی پذیر ممالک سے کئی دہائیوں قبل پہلی جمہوری تبدیلی آ چکی، تاہم یہ ابھی تک مذکورہ بالا چار عوامل کے سنگم کی وجہ سے پائیدار جمہوریت نہیں بن پایا ہے۔

بالغ جمہوریتوں میں کچھ مشترک اقدار ہوتی ہیں جیسے معاشی ترقی کا اعلیٰ معیار جس کی عکاسی نہ صرف فی کس آمدن سے ہوتی ہے (جو مشرقِ وسطیٰ جیسی آمرانہ حکومتوں میں بھی دیکھنے میں آتی ہے) بلکہ خواندگی کی بلند شرح، صنعتی ترقی اور شہری رجحان (urbanisation) سے بھی ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ ان میں سے زیادہ تر ممالک میں بہت کم نسلی تنوع اور کشیدگی پائی جاتی ہے۔ یہ تمام خصوصیات میکرو سطح کے سماجی ڈھانچوں کے زمرے میں آتی ہیں کیونکہ ایک دفعہ انہیں یکجا کر دیا جائے تو دیگر تین اقسام کے عوامل کا جمہوریت کے معیار پر اثر محدود ہو جاتا ہے۔ تمام بالغ جمہوریتوں نے استحکام سے مکمل جمہوریت کا سفر کئی دہائیوں حتیٰ کہ صدیوں میں طے کیا۔ کوئی ملک ایسا نہ ہے جو مختصر مدت میں عبوری جمہوریت سے مکمل جمہوریت تک پہنچ پایا ہو کیونکہ میکرو سطح کے سماجی ڈھانچے عموماً آہستہ آہستہ تبدیل ہوتے ہیں۔

لہذا پاکستان کو چاہیے کہ وہ بالغ جمہوریت بننے سے قبل عبوری سے مستحکم جمہوریت کا سفر طے کرے۔ اگرچہ میکرو سطح کے سماجی ڈھانچے، مجموعی طور پر پس منظر کی رکاوٹوں کے طور پر کام کرتے ہیں تاہم عبوری اور مستحکم جمہوریتوں میں سب سے اہم فرق، سماجی اداروں کے مابین طاقت کے توازن سے متعلق ہے۔

مستحکم جمہوریتوں میں، بھارت، مشترکہ تاریخ، ثقافت اور

جغرافیہ کی بنیاد پر ایک واضح موازنہ کی بنیاد ہے۔ پاکستان اور بھارت کی جمہوریت میں مختلف پہلوؤں کے تاریخی تقابل سے اداراتی توازنِ طاقت میں پائے جانے والے فرق کے اہم کردار کی تصدیق ہوتی ہے۔ پس، تقسیم کے وقت، پاکستان میں ملٹری اور بیوروکریسی بہت بہتر انداز میں مستحکم تھے جبکہ دستوری نظام سے وابستگی نے بھارت میں سیاسی جماعتوں کو بہت مستحکم کردیا (Jaffrelot, 2002)۔ سٹریٹجک انتخاب کے عوامل، جو طاقتور افراد کی مائیکرو سطح کے انتخابات پر اثر انداز ہوتے ہیں، نے بھی اہم کردار ادا کیا اور نہرو کی جمہوریت میں دلچسپی اور ترجیح، بھارت کو جمہوریت کی طرف لے گئی جبکہ اہم بیوروکریٹ اور جنرلوں کی ذاتی خواہشات نے پاکستان کو آمریت کی جانب دھکیل دیا۔

بھارت شروع سے ہی ایک مستحکم جمہوریت رہا اگرچہ سماجی و معاشی ترقی کے اشارات، مثلاً غربت، سے اچھی گورننس کا تاثر نہیں ملتا لیکن بھارت کو کبھی بھی آمریت کے خاتمے کی جدوجہد نہیں کرنا پڑی اور نہ عبوری سے مستحکم جمہوریت کا سفر جیسے معاملات کا سامنا کرنا پڑا۔

لہذا، اس بات کا تجزیہ کرنے کہ پاکستان کیسے اپنے آپ کو آمریت سے دور رکھ سکتا ہے اور عبوری سے مستحکم جمہوریت کی جانب گامزن ہوسکتا ہے، انڈونیشیا، برازیل اور ترکی جیسے ممالک کی مثال سامنے رکھنا ہوگی کیونکہ یہ تمام ممالک، آمریت کے طویل دور سے گزر کر عبوری جمہوریت اور پھر مستحکم جمہوریت تک پہنچے۔

انڈونیشیا کی مثال بالخصوص صادر آتی ہے کیونکہ پاکستان کی

جدول 19: پاکستان میں مختلف اقسام کے ادوار حکومت اور ان کی مدت

نمبر شمار	مدت	دور حکومت کی قسم
1	1947-1951	عبوری جمہوریت
2	1951-1958	بیوروکریٹک آٹوکریسی
3	1958-1971	فوجی آمریت
4	1972-1977	عبوری جمہوریت
5	1977-1985	فوجی آمریت
6	1985-1988	ہائبرڈ دور
7	1988-1999	عبوری جمہوریت
8	1999-2002	فوجی آمریت
9	2002-2008	ہائبرڈ دور
10	2008-2015	عبوری جمہوریت

طرح یہ مسلمان ملک ہے جس کی آبادی بہت زیادہ ہے' اس میں نسلی تنوع ہے اور تین دہائیوں تک فوجی حکومت رہی جس سے کچھ معاشی ترقی تو ہوئی تاہم بہت زیادہ نسلی کشیدگی رہی اور پرتشدد کارروائیاں ہوئیں جن کے نتیجے میں ملک تقسیم ہوگیا۔ انڈونیشیا میں پہلا اور واحد عبوری جمہوری دور 1998 میں دیکھنے میں آیا یعنی پاکستان سے تقریباً 30 سال بعد' پھر بھی یہ آج ایک مستحکم جمہوریت ہے اور 1998 سے اب تک پانچ قابل اعتبار انتخابات ہو چکے ہیں اور اس کی فوج کو زیادہ غیر رسمی اختیارات بھی حاصل نہیں ہیں۔ پاکستان کی طرح انڈونیشیا میں بھی دہشت گردی کے واقعات ہوئے لیکن پاکستان کے برعکس انڈونیشیا نے اس پر کامیابی سے قابو پالیا۔

مستحکم جمہوریت رکھنے اور اچھی معاشی ترقی کرنے والے دیگر دو مسلمان ممالک ترکی اور ملیشیا کے برعکس' اس کی جمہوریت میں عظیم رہنماؤں جیسے جناب مہاتیر محمد اور جناب Recep Erdogan کا شخصی تسلط نظر نہیں آتا۔ یہ بات قابل غور ہے کہ معاشی اور صنعتی لحاظ سے سب سے مستحکم تینوں مسلمان ممالک مستحکم جمہوریت ہیں اور اس لحاظ سے وہ اس تاثر کو رد کرتے ہیں کہ اسلام' جمہوریت اور ترقی کا آپس میں کوئی تعلق نہیں۔

ان تمام ممالک کے تجربات سے پتہ چلتا ہے کہ جمہوریت پسند اداروں جیسے عدلیہ' سیاسی جماعتیں' سول سوسائٹی اور میڈیا نے فوج اور بیوروکریسی [60] جیسے غیر منتخب اداروں کے رسمی اور غیر رسمی اختیارات کو کم کرنے میں مدد دی ہے اور مستحکم جمہوریت کے قیام کی جانب رہنمائی کی ہے۔

پلڈاٹ کے جمہوری جائزہ برائے 2013-2014 کے اعداد و شمار پر مبنی یہ نتائج پاکستان کی جمہوریت کے مستقبل کی نوعیت کا اندازہ لگانے کیلئے مفید سیاق فراہم کرتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر کے جدول سے ظاہر ہے' مجموعی جائزہ جمہوریت کی کیٹیگری کے علاوہ دیگر 12 بنیادی کیٹگریز میں سے چار پہلوؤں کا DAG سکو 50 فیصد سے زائد ہے یہ تمام کے تمام ریاستی اداروں یا غیر ریاستی اداروں کے غیر منتخب عناصر ہیں۔

حوصلہ افزاء بات یہ ہے کہ پاکستان کا آئینی فریم ورک اس کی جمہوریت کا سب سے مضبوط پہلو ہے جو ملک کے اندر جمہوری دور کی ترقی کیلئے ایک مضبوط بنیاد فراہم کرسکتا ہے۔ عدلیہ اور انصاف تک رسائی اگلا مضبوط پہلو ہے۔ اپنی خامیوں کے باوجود' ایک نسبتاً آزاد انتخابی انتظام و انصرام کا سامنے آنا تیسرا مضبوط ترین پہلو ہے۔ اس عرصے کے دوران سول سوسائٹی کا DAG سکور بھی 50 فیصد سے زائد ہے۔ انتخابی عمل کے سکور کے استثناء کے ساتھ' جس میں کچھ کمی دیکھنے میں آئی' اس زمرے کے دیگر پہلوؤں میں گزشتہ سال کی نسبت بہتری دیکھنے میں آئی' جو حوصلہ افزاء بات ہے۔

درمیان میں آنے والے اور 40 سے 50 فیصد سکور لینے والے تمام عناصر' غیر منتخب' ریاستی یا غیر ریاستی تھے جن میں غیر منتخب انتظامیہ' سیاسی جماعتیں اور میڈیا شامل ہیں۔ ایسے ادارے جمہوری اقدار کو فروغ دینے نیز رسمی اور سرکاری جمہوری

جدول 20: جمہوری جائزے کے پہلواوررائے عامہ کا سکور

2014 تک DAG سکور کے حساب سے جمہوری جائزے کے پہلوؤ ترتیب نزولی میں DAG سکور (فیصد)				
پہلو	جون 2013 تا جولائی 2014	اگست 2014 تا دسمبر 2014	2012-2013	عوامی سروے کا سکور (فیصد) جون 2014
آئینی فریم ورک	54.1	57.2	55.2	N/A
عدلیہ/انصاف تک رسائی	52.6	54.9	43.5	
سپریم کورٹ کو موثر ہونا				49
عدالتوں پر اعتماد				62
انتخابی عمل اور بندوبست	50.0	53.9	53.8	
الیکشن کمیشن آف پاکستان پر اعتماد				50
الیکشن کمیشن آف پاکستان میں اصلاحات				85
2013 کے عام انتخابات کا معیار				65
غیر منتخب انتظامیہ/بیوروکریسی	49.5	48.3	36.9	36
مجموعی سکور	**47.4**	**45.7**	**54.0**	**56**
سول سوسائٹی	47.0	56.7	46.4	N/A
سیاسی جماعتیں	43.9	45.7	45.4	
مقبول سیاسی جماعت				64
عمومی طور پر سیاسی جماعتیں				44
میڈیا	42.8	53.1	47.2	
آزادی				56
الیکٹرونک میڈیا پر اعتماد				64
پرنٹ میڈیا پر اعتماد				57
انسانی حقوق	42.1	42.6	25.8	40
قانون کی حکمرانی/سول ملٹری تعلقات	40.7	33.9	29.4	45
پارلیمان/صوبائی اسمبلیاں	40.5	44.8	44.9	48

قومی/صوبائی حکومتیں	34.5	38.3	44.9	43
وفاقی کابینہ کی کارکردگی				39
صوبائی کابینہ ہائے کی کارکردگی				42
مقامی حکومت	32.1	18.8	22.7	71

اداروں کی کارکردگی اوران کی حمایت کرنے میں اہم کردارادا کرتے ہیں۔گزشتہ سال کے دوران ان اداروں کی کارکردگی ملی جلی رہی' سیاسی جماعتوں اورمیڈیا کے اوسط DAG سکور وہی رہے اورغیر منتخب انتظامیہ کا سکور بہتر ہوا۔

چار پہلو ایسے تھے جو 40 فیصد سے کم سکور کے ساتھ نیچے رہے جن میں پاکستان کے ریاستی جمہوری اداروں کے منتخب سیاسی عناصر شامل ہیں۔ان میں قانون کی حکمرانی (جو پلڈاٹ کے جمہوری فریم ورک کے لحاظ سے سکیورٹی اداروں پر حکومت کی بالا دستی سے متعلق ہے)' پانچ حکومتیں اور اسمبلیاں اور زیادہ تر عدم موجود مقامی حکومتیں شامل ہیں۔ان سیاسی ریاستی اداروں کا نچلی سطح پر ہونا پریشان کن بات ہے کیونکہ یہ قومی جمہوری اداروں کے سب سے واضح اوراہم جزو ہیں اوران کی کارکردگی' گورننس کی اصل فراہمی کی کنجی ہے۔ گزشتہ سال کے دوران ان کی کارکردگی' دو پہلوؤں کے لحاظ سے پریشان کن طور پر کمزور رہی' یعنی قومی اور صوبائی حکومتیں اوراسمبلیاں۔

اگرچہ DAG جائزہ کچھ زیادہ خوش کن نہیں ہے' تاہم اس میں ایسے کچھ حوصلہ افزاء اشارات ہیں کہ پاکستان آئندہ سالوں میں عبوری سے مستحکم جمہوریت بن سکتا ہے۔

☆ پہلا حوصلہ افزاء پہلو آئینی انتظامات میں جو جمہوریت کی بنیاد فراہم کرتے ہیں اور انتخابی عمل بھی جو باقاعدہ اچھی ساکھ والے انتخابات کو یقینی بناتا ہے؛ ان دونوں کا سکور نسبتاً زیادہ ہے۔

☆ دوسرا پہلو' اگرچہ جمہوری اداروں کا سکور کم رہا' تاہم دیگر ادارے جیسے عدلیہ' میڈیا اور سول سوسائٹی' جو منتخب اداروں کی کارکردگی بہتر بنانے کیلئے ان پر نظر رکھتے ہیں اور غیر منتخب اداروں کی جانب سے آئینی انحراف کے خلاف اپنا کردار ادا کرتے ہیں' کا سکور نسبتاً بہتر رہا۔ان اداروں نے سپریم کورٹ کے سابق چیف جسٹس' جناب جسٹس (ریٹائرڈ) افتخار چودھری کی برطرفی کے بعد جنرل (ریٹائرڈ) پرویز مشرف کی جانب سے آئینی انحراف کے خلاف اور اقتدار پر ان کے مجموعی تسلط کو کمزور کرنے میں بہت کامیاب کردار ادا کیا۔ان اداروں کے بڑھتے ہوئے اثرورسوخ نے ممکنہ طور پر اس وقت فوج کے اقتدار پر قابض ہونے کے امکان کو ٹالا جب اسلام آباد میں پاکستان تحریک انصاف کا دھرنا عروج پر تھا اور ایسی افواہیں زوروں پر تھیں۔اس طرح ان اداروں کی مضبوطی سے آمریت کے دوبارہ آنے کے امکانات بہت حد تک کم ہو گئے ہیں اور ہائبرڈ نظام کا بھی امکان نہیں رہا جس میں فوج کو رسمی گورننس کا کردار دے دیا جاتا ہے۔یاد رہے کہ گئی

ریٹائرڈ فوجی افسران اس قسم کی تجاویز دیتے رہے تھے۔ یقینی بات ہے کہ ان جمہوریت پسند اداروں کے اندر بھی سنجیدہ خامیاں ہیں۔ تاہم، جمہوری فریم ورک، گورننس کے تصوراتی متبادل کے غیر حقیقی مفروضوں، جیسے ملائیت، ٹیکنو کریسی اور آمریتوں پر انحصار نہیں کرسکتا کہ بہت زیادہ ایماندار اور اہل لوگوں کا ایک گروہ ہی ترقی پذیر ممالک کو ایک مختصر مدت میں ترقی کی راہ پر گامزن کرسکتا ہے۔ بلکہ، جمہوریت اس حقیقت پسندانہ تصور پر مبنی ہے کہ خامیاں رکھنے والے اداروں کے مابین باہمی احتساب اور چیک اینڈ بیلنس سے ایک دوسرے کی خامیوں کو دور کرنے میں مدد ملے گی اور اس سے قومی ترقی کی راہ متعین ہوگی۔

پاکستان میں، عبوری سے مستحکم جمہوریت کی جانب سفر کی دو شرائط یعنی جمہوری عمل کا تسلسل اور باقاعدہ اور قابل اعتبار انتخابات میں سے ایک پر پیش رفت ہوئی ہے کیونکہ فوجی مداخلت کے امکانات بہت کم ہوگئے ہیں حتیٰ کہ PTI اور PAT کی تحریکوں کے زبردست دباؤ کے باوجود جمہوریت پٹڑی سے نہ اتری۔
تاہم دوسری شرط یعنی فوج کے غیر رسمی اختیارات کے خاتمے میں پاکستان نے اس عرصے کے دوران، دراصل ترقیِ معکوس کی کیونکہ PTI/PAT کے احتجاج اور دسمبر 2014 میں سانحہ پشاور کے بعد فوج کے غیر رسمی اختیارات میں اضافہ دیکھنے میں آیا۔ بظاہر، آج فوج اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ وہ آمریت نافذ کرنے کیلئے اپنے اختیارات کا استعمال کرے یا قومی گورننس میں شرکت کے لئے کوئی رسمی اختیارات حاصل کر سکے تاہم، یہ اب بھی اس قابل ہے کہ گورننس میں ایک بااختیار پوشیدہ کردار حاصل کرنے کیلئے اپنی نرم، سیاسی اور معاشی طاقت کا استعمال کرے۔[61]

اس طرح، پاکستان کے عبوری سے مستحکم جمہوریت کی جانب سفر میں سب سے بڑا چیلنج اس عرصہ کے دوران پہنچنے والے دھچکوں کے باوجود، فوج کے غیر رسمی اختیارات کی تخفیف ہے۔ جب تک فوج کے پاس یہ غیر رسمی اختیارات موجود رہیں گے، فوج کی جانب سے اقتدار پر رسمی قبضے کے امکان کو رد نہیں کیا جا سکتا۔

باب 5:

نتائج اور سفارشات

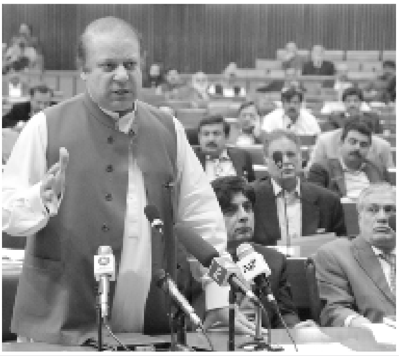

نتائج اور سفارشات

اس باب میں پلڈاٹ کی جانب سے تیار کردہ پاکستان کیلئے مخصوص جمہوری جائزہ فریم ورک کے تیرہ پہلوؤں کے لحاظ سے 14-2013 کے دوران معیارِ جمہوریت کے تفصیلی جائزے پر مبنی مجموعی نتائج دیئے جا رہے ہیں۔ یہ باب پاکستانی جمہوریت میں خوبیوں اور کمزوریوں کی نشاندہی کرتا ہے۔ یہ کمزوریوں پر قابو پانے کیلئے سفارشات فراہم کرتا ہے اور گزشتہ باب میں سامنے آنے والے مثبت پہلوؤں کو مزید جلاِ بخشنے کے پہلو پر بھی روشنی ڈالتا ہے۔

اولین نتیجہ یہ ہے کہ 2013 میں قابل اعتبار انتخابات اور سولین اقتدار کی پرامن منتقلی کے باوجود اس عرصہ کیلئے DAG سکور کے مطابق معیارِ جمہوریت پچاس فیصد سے بھی نیچے چلا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں جمہوریت کا مجموعی معیار بڑے پیمانے پر ابتری کا شکار ہے۔ اس ترقیِ معکوس سے اس بات کی عکاسی ہوتی ہے کہ پاکستان جیسے ملک میں جمہوریت محض یکطرفہ اوپر کی جانب سفر نہیں ہے۔

جمہوری اداروں کو مزید مستحکم کرنے کیلئے عوام کی جانب سے دیئے گئے مینڈیٹ کا پاس رکھنے اور گورننس کے شعبے میں ناکامی سے قبل ازیں حاصل شدہ فوائد کو اسی طرح نقصان پہنچ سکتا ہے جس طرح انتخابی شفافیت کے حوالے سے PTI کی شکایات سے نمٹنے کے اہل اور مضبوط اداروں کا نہ ہونا پہنچا سکتا ہے۔ تاہم معیارِ جمہوریت پر مجموعی رائے عامہ ابھی بھی پچاس فیصد سے زائد ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ زیادہ تر شہریوں نے قومی سطح پر مجموعی معیار پر منفی کی بجائے مثبت سکور دیا جبکہ 67 فیصد نے جمہوریت کو گورننس کا بہترین نظام قرار دیا۔ DAG اور عوام کی جانب سے تفویض کردہ سکور میں واضح فرق موجود ہے۔ DAG کے ماہرین نے رپورٹ کے عرصہ کے دوران اپنائی جانے والی حکومتی پالیسیوں پر زیادہ فوکس کیا جبکہ ممکن ہے کہ عام عوام نے ہر جمہوری پہلو کے آخری نتیجے پر زیادہ فوکس کیا۔

مجموعی طور پر تیرہ شعبوں میں سے دوتہائی (8) شعبوں کے DAG سکور میں اضافہ ہوا۔ DAG نے منتخب حکومتی اداروں کو کم ترین سکور دیا۔ تاہم 'آئینی فریم ورک' انتخابی عمل' عدلیہ' میڈیا اور سول سوسائٹی' جو منتخب اداروں کو ان کی کارکردگی کو بہتر بنانے میں مبصرین کا کردار ادا کرتے ہیں اور غیر منتخب اداروں کی جانب سے آئین سے انحراف کرنے والوں پر چیک رکھتے ہیں' نے نسبتاً زیادہ سکور حاصل کیا۔

چنانچہ پاکستان کو عبوری جمہوریت تصور کیا جا سکتا ہے جس نے 2008 کے ہائبرڈ طرز حکومت سے چھٹکارا حاصل کر لیا ہے۔ مجموعی طور پر عبوری جمہوریت سے مستحکم جمہوریت کی جانب سفر کیلئے سب سے اولین شرط' کہ جمہوریت کی ترقی میں کوئی رکاوٹ نہ ہو اور باقاعدگی سے قابل اعتبار انتخابات ہوں' کے معاملے میں پاکستان نے کچھ ترقی کی ہے جیسا کہ فوج کی مداخلت کے امکان کم ہو گئے ہیں۔

تاہم' دیگر لازمی شرائط' جیسے فوج کے غیر رسمی اختیارات کا خاتمہ' میں پاکستان نے تنزلی کا سامنا کیا کیونکہ اس عرصے کے دوران فوج نے بڑھتے ہوئے غیر رسمی اختیارات کا استعمال

کیا۔اس طرح، پاکستان کے عبوری سے مستحکم جمہوریت کی جانب سفر میں سب سے بڑا چیلنج اس عرصہ کے دوران پہنچنے والے دھچکوں کے باوجود عدلیہ، میڈیا، سیاسی جماعتوں، سول سوسائٹی اور منتخب اداروں کی کوششوں سے فوج کے غیر رسمی اختیارات کی تخفیف ہے۔

اس مجموعی صورتحال میں، مستقبل میں پاکستان میں معیارِ جمہوریت کو بہتر بنانے کے لئے، پلڈاٹ، درج ذیل سفارشات پیش کرتا ہے:

۱۔ پنجاب، سندھ اور خیبر پختونخواہ میں مقامی حکومتوں کے انتخابات بغیر کسی تاخیر کے منعقد کئے جانے چاہئیں اور تمام صوبوں میں فعال مقامی حکومتوں کا قیام عمل میں لانا چاہیے۔ پارلیمنٹ کو بھی فاٹا اور اسلام آباد میں مقامی حکومتوں کے انتخابات کروانے کیلئے قانون بنانا چاہیے۔ آئین کا آرٹیکل 140 جو صرف مقامی حکومتوں کے قیام اور ان کو اختیارات کی تفویض کو ضروری قرار دیتا ہے اسے مستحکم کرنے کی ضرورت ہے۔ قومی مقنّنہ کو چاہیے کہ وہ مقامی حکومتوں کی من مانی تحلیل اور صوبائی حکومتوں کی بڑھتی ہوئی سیاسی مداخلت کے خلاف آئینی تحفظ فراہم کرے اور صوبائی حکومتوں اور الیکشن کمیشن آف پاکستان پر یہ لازم قرار دے کہ وہ صوبائی اور وفاقی مقنّنہ کے ساتھ مل کر تحلیل کے 90 دنوں کے اندر مقامی حکومتوں کے انتخابات کروائے۔

۲۔ قومی اور صوبائی کابینہ با اختیار ہونی چاہئے اور قواعد کار کے مطابق ہفتہ وار اجلاس منعقد کر کے اپنی پالیسیوں کی تکمیل اور سرکاری وزارتوں اور ماتحت محکموں میں ہم آہنگی پیدا کرنے اور ان کی کارکردگی کو بہتر بنانے کیلئے کابینہ کو اپنا موثر کردار ادا کرنا چاہیے۔ مختلف وزارتوں / محکموں پر باقاعدگی سے نظر رکھنے اور اہم امور پر تفصیلی بحث کیلئے یہ اجلاس کم از کم ہفتہ بعد منعقد ہونے چاہئیں۔ قواعد کار میں یہ ترمیم ہونی چاہیے کہ کہ اہم فیصلے، براہ راست چیف ایگزیکٹو کی بجائے کابینہ کے ووٹ کے ذریعے کئے جائیں جیسا کہ اسرائیل میں ہوتا ہے۔

۳۔ قومی اور صوبائی مقنّنہ کو اپنا قانون سازی کا ٹریک ریکارڈ با اختیار بنانا چاہیے تا کہ وہ تحریری، مشتہر اور اشاعت کردہ ٹرمز آف ریفرنسز اور ٹائم لائنز کے ذریعے متعلقہ سرکاری محکموں اور ایگزیکٹو کی زیادہ موثر انداز سے نگرانی کر سکیں۔ قومی اور صوبائی مقنّنہ کے سٹینڈنگ کمیٹیوں کے اراکین کے روائتی سفری، ڈیلی اور دیگر الاؤنسز اور استحقاقات کو ان کی فنکشنل کمیٹیوں اور مقنّنہ میں حاضری سے مزید سختی سے مشروط بنایا جائے۔

۴۔ جمہوری حکومت کے نمائندے کی حیثیت سے، جو ریاستِ پاکستان کے عوامی، سیاسی، انتخابی اور جمہوری اصولوں کی بالادستی کی عکاسی کرتا ہے، وزیر اعظم پاکستان کو اپنے کردار اور گفتار سے فوج کی نگرانی اور سویلین کمانڈ اور کنٹرول کی فضا پیدا کرنی چاہیے۔ اس سے قطع نظر کہ جمہوری حکومت کی جانب سے سیکورٹی اور ملٹری ایجنسیوں پر نگرانی میں

کوتاہی کے نتیجے میں اس سال بڑے ایسے وقوع پذیر ہوئے ہیں' اختیار کے لحاظ سے ایسی نگرانی کو بتدریج بڑھایا جائے تاکہ یہ باور کرایا جاسکے کہ سیکورٹی' دفاع اور خارجہ پالیسی کے زیادہ تر اختیارات جمہوری حکومت کے پاس ہیں۔ مزید برآں نیشنل سیکورٹی کمیٹی (این ایس سی) کا زیادہ نہیں تو کم از کم ایک ماہ بعد اجلاس منعقد ہونا چاہیے جس میں سیکورٹی کے اہم مسائل پر بحث ہونی چاہیے اور ان مسائل کا حل نکالنا چاہیے اور حتمی فیصلہ وزیر اعظم کریں۔ وزیر اعظم اور چیف آف آرمی سٹاف کی ملاقات اور ان کے آپس میں رابطے کیلئے منتخب وزیر دفاع' مقرر کردہ سیکرٹری' وزارت دفاع کا کردار واضح ہونا چاہیے۔ غیر متعلقہ افراد مثلاً وزیر اعلیٰ پنجاب' محمد شہباز شریف' ایم پی اے' کے ذریعے آرمی چیف سے رابطے کے رجحان کی حوصلہ شکنی ہونی چاہیے اور جمہوری حکومت کو اپنی جمہوری بالادستی قائم رکھنے کا رسک لینا چاہیے۔

۵۔ امریکہ اور بھارت وغیرہ کے برعکس' پاکستان نیشنل سیکورٹی کونسل ایک فیصلہ ساز ادارہ ہے۔ یہ کوئی مشاورتی یا ایسا فورم نہیں ہے جو فیصلہ سازی میں مددگار ہو کیونکہ یہ کافی حد تک یا جزوی طور پر کابینہ سے اختیارات لیتی ہے۔ پارلیمنٹ کو ایک قانون پاس کرنا چاہیے جس میں این ایس سی کو' بشمول وزیر اعظم کے اختیارات کا کچھ حصہ' وہ اختیارات ملنے چاہئیں جو اس نے پہلے سے حاصل کر لئے ہیں۔ مزید برآں' پاکستان کی نیشنل سیکورٹی کونسل کی تشکیل اس لحاظ سے منفرد ہے (اور کسی حد تک قابل اعتراض بھی ہے) کہ کوئی یونیفارم والے لوگ یعنی آرمی کی لیڈرشپ امریکا' برطانیہ' بھارت وغیرہ میں ایسے کسی ادارے کا حصہ نہ ہے۔

۶۔ پاکستان براڈ کاسٹرز ایسوسی ایشن (پی۔بی۔اے) کو سیلف' ریگولیٹنگ کوڈ آف کنڈکٹ وضع کرنا چاہیے جو ایک ذمہ دار صحافت کے مقصد کو آگے بڑھانے کے ساتھ ساتھ' حکومت کی جانب سے عائد کردہ اضافی پابندیوں کے ریگولیٹری فریم ورکس کے امکانات کو کم کرے گا۔ حکومت کو ایسے سیلف ریگولیٹری فریم ورکس کے قیام کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے اور ان پر عملدرآمد کیلئے نگرانی کا موثر طریق کار وضع کرنا چاہیے۔ پمرا کو مزید موثر بنانے کیلئے پمرا کے فیصلوں پر نظر ثانی کیلئے عدالتی طریق کار کو آسان بنانا چاہیے۔ میڈیا کو مضبوط بنانے کی خاطر مزید کوششیں بھی ہونی چاہئیں بشمول ایسی تدابیر اختیار کرنے کی کوششیں جن سے پیسے اور دباؤ کی بناء پر میڈیا کی شہرت کو نقصان نہ پہنچایا جاسکے۔

۷۔ سول سوسائٹی گروپس کے بارے میں کی جانے والی قانون سازی کے ذریعے ان کی آزادی اور کارکردگی کو متاثر نہیں کیا جانا چاہیے بلکہ ان کی پروگرامنگ کو بہتر بنایا جان چاہیے۔

۸۔ غیر منتخب انتظامیہ میں پیشہ ورانہ صلاحیت میں اضافے' خود مختاری اور کیریئر کے تحفظ کو فروغ دینے کی اشد ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ طویل

عرصے سے خالی رہنے والی اسامیاں' مثلاً بڑے سرکاری اور خودمختار اداروں کے سربراہان' جلد میرٹ پر اور شفاف طریقے سے پُر کی جائیں اور عہدے داران کو مدت ملازمت کا تحفظ حاصل ہونا چاہیے۔

۹۔ 2013 میں منعقد ہونے والے عام انتخابات میں دھاندلی یا بدانتظامی کے الزامات کی اعلیٰ سطح کی عدالتی تحقیقات ہونی چاہیے تاکہ انتخابی نظام پر عوام کا اعتماد بڑھ سکے۔ DAG نے یہ بھی محسوس کیا کہ اپنی سرگرمیوں کی بناء پر پی۔ ایم۔ ایل (این)' پی۔ آئی۔ ٹی اور اسٹیبلشمنٹ سخت سرزنش کے لائق ہیں جس سے جمہوریت کے معیار کو نقصان پہنچا اور پانچ سال سے قبل غیر آئینی طریقوں سے جمہوری حکومت کے خاتمے کے خلاف آواز اٹھی۔

۱۰۔ مستقبل میں انتخابات کو غیر جانبدار اور قابل اعتماد بنانے کی خاطر اہم انتخابی تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔ جن میں قائمقام حکومتوں اور انتخابی عملے کی تقرری' مردم شماری کا انعقاد' نئی حلقہ بندیاں' انتخابی فہرستوں کی تصدیق' جدید ٹیکنالوجی کا استعمال' امیدوار کی اہلیت کیلئے واضح قوانین' الیکشن پٹیشنز کو تیزی سے نمٹانا' الیکشن کمیشن آف پاکستان کو با اختیار بنانا' پارٹی الیکشن کے ذریعے سیاسی پارٹیوں کی داخلی جمہوریت کو یقینی بنانا' چیف الیکشن کمشنر اور الیکشن کمیشن آف پاکستان کے اراکین کیلئے قانونی پس منظر رکھنے کی شرط کا خاتمہ کرنا' قائمقام حکومت اور چیف الیکشن کمشنر اور الیکشن کمیشن آف پاکستان کے اراکین کی تقرری کیلئے (دو پارٹی کی بجائے) کثیر پارٹی کی مشاورت کو یقینی بنانا' الیکشن کمیشن آف پاکستان کے سٹاف کی بھرتی' ترقی اور دوران ڈیوٹی ٹریننگ کے نظام کو بہتر بنانا' چار ماہ کے اندر تمام پٹیشنز کے فیصلوں کیلئے اضافی اقدامات اٹھانا مثلاً انتخابی طریق کار کو آسان بنانے کر پٹیشنز کی تعداد کم کرنا اور پٹیشنز کے فیصلوں کیلئے درکار شواہد کی دستیابی آسان بنانا' دیگر اضلاع اور صوبوں سے انتخابی عملہ تعینات کرنا تاکہ ان پر مقامی سیاسی دباؤ کم ہو اور ہر پولنگ سٹیشن پر ووٹوں کی statement' جیسے ہی وصول ہو' الیکشن کمیشن آف پاکستان کی ویب سائٹ پر اپ لوڈ کرنا' شامل ہیں۔

۱۱۔ عدلیہ کی کارکردگی اور استعداد بہتر ہونی چاہیے اور عدالتوں خصوصاً ماتحت عدالتوں پر اضافی بوجھ کو کم کیا جائے۔ موجودہ عدالتی نظام کی کارکردگی بہتر بنانے کیلئے خصوصاً پنجاب اور سندھ میں ججوں کی تعداد بڑھائی جائے۔ عدالتی نظام کو زیادہ مستعد بنانے کیلئے اسے چار مراحل (جس میں سول کورٹس' ڈسٹرکٹ کورٹس' ہائی کورٹس اور سپریم کورٹس شامل ہیں) کی بجائے تین مراحل تک محدود کرنے کی کوشش ہونی چاہیے جیسا کہ امریکہ میں ہے۔

۱۲۔ انسانی حقوق کے بہتر تحفظ اور تمام شہریوں خصوصاً عورتوں اور اقلیتوں سے مساوی سلوک کیلئے مثال کے طور پر انسانی حقوق کے نیشنل کمیشن کو جلد فعال بنا کر دستوری فریم ورک مضبوط بنانا چاہیے۔

۱۳۔ پاکستان کی بین الاقوامی حیثیت کو متاثر کیے بغیر، پاکستان کے نظر انداز علاقوں بشمول فاٹا، گلگت بلتستان اور آزاد جموں و کشمیر کو بھی پاکستان کے دیگر علاقوں کی طرح جمہوری حقوق حاصل ہونے چاہیئں۔

ضمیمہ جات

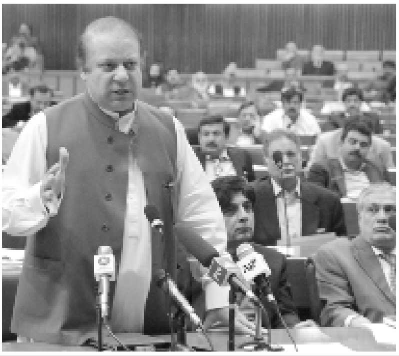

ضمیمہ الف

پاکستان کیلئے مخصوص فریم ورک پر مبنی جمہوری سکور کارڈ DAG کی جانب سے دیا گیا سکور

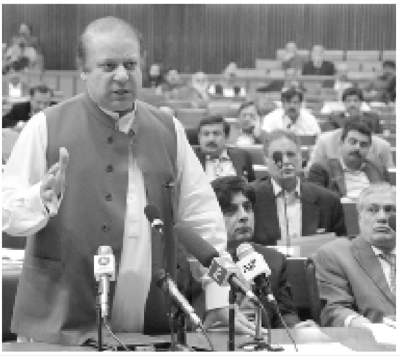

ضمیمہ الف

پاکستان کیلئے مخصوص فریم ورک پر مبنی جمہوری سکورکارڈ DAG کی جانب سے دیا گیا سکور

نمبر شمار	پیرامیٹر اور جائزے کا ذیلی موضوع	اگست 2014 تا دسمبر 2014	جون 2013 تا جولائی 2014	2012-2013
	ملک میں معیار جمہوریت کتنا اچھا ہے؟	44.3	47.4	54
	سرگرمیاں جمہوری ادارے کتنے موثر ہیں اور جمہوری سرگرمیوں پر کس قدر موثر انداز سے عمل ہوتا ہے؟	45.2	44.2	44.5
1	**پارلیمان اور صوبائی اسمبلیاں**	**44.8**	**40.5**	**44.9**
1.1	آپ کی رائے میں عوام کی نمائندگی کے اپنے فرض کی ادائیگی کے حوالے	45.2	41.1	
	سے قومی اور صوبائی اسمبلیاں کس قدر موثر ہیں؟			
1.2	قومی اور صوبائی اسمبلیاں، ملکی عوام کے مختلف شعبہ ہائے زندگی (مذاہب، صوبوں، لسانیت، معاشی گروپوں وغیرہ) کی کس حد تک نمائندگی کرتی ہیں؟	45.7	43.2	58.1
1.3	قومی اور صوبائی مسائل کو حل کرنے کے لئے قانون سازی کرنے میں قومی اور صوبائی اسمبلیاں کس حد تک موثر ہیں؟	45.8	36.8	43.1
1.4	انتظامیہ کی نگرانی کے حوالے سے قومی اور صوبائی اسمبلیاں کس حد تک موثر ہیں؟	37.3	34.7	36.9
1.5	ملک/صوبے میں پائے جانے والے مختلف نکتہ ہائے نظر میں اتفاق رائے پیدا کرنے کا فورم فراہم کرنے میں قومی اور صوبائی اسمبلیاں کس قدر موثر ہیں؟	46.1	44.2	45.6

1.6	قومی اور صوبائی اسمبلیاں شہریوں کے لئے کس حد تک شفاف اور قابل رسائی ہیں؟	42.3	40.0	40.6
1.7	قومی اور صوبائی اسمبلیوں نے کس حد تک انتظامیہ کے اثر سے مبرا کام کیا اور مشترکہ ایجنڈے میں اپنا کردار ادا کیا؟	38.8	37.9	
1.8	آپ کی رائے میں قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں حکومت اور حزب اختلاف نے کس حد تک تعمیری تعلق کار برقرار رکھا؟	57.0	46.3	
2	**وفاقی اور صوبائی حکومتیں / کابینہ**	**8.3**	**34.5**	**44.9**
2.1	وفاقی کابینہ کی اجتماعی ذمہ داری کا تصور کس قدر مستحکم ہے؟	20.0	16.8	
2.2	صوبائی کابینہ ہائے کی اجتماعی ذمہ داری کا تصور کس قدر مستحکم ہے؟	38.3	35.8	
2.3	آپ کی رائے میں، وزیراعظم نے کس حد تک پارلیمان کے ساتھ ایک گہرا اور تعمیری رشتہ برقرار رکھا ہے؟	33.9	30.5	
2.4	آپ کی رائے میں، وزرا اعلیٰ نے کس حد تک صوبائی اسمبلیوں کے ساتھ ایک گہرا اور تعمیری رشتہ برقرار رکھا ہے؟	40.9	37.9	
3	**بیوروکریسی / غیر منتخب انتظامیہ**	**48.3**	**49.5**	**36.9**
3.1	غیر منتخب انتظامیہ کو کس حد تک قانون، قواعد وضوابط کے مطابق اور جماعتی اثر ورسوخ سے بالاتر ہو کر کام کرنے کی اجازت ہے؟	41.3	42.1	35
3.2	آئین اور قوانین میں انتظامیہ کی آزادی کی کس حد تک ضمانت دی گئی ہے؟	51.3	56.8	43.3
4	**عدلیہ / انصاف تک رسائی**	**54.9**	**52.6**	**43.5**
4.1	عدلیہ کتنی آزاد ہے؟	69.6	64.2	51.3
4.2	عدلیہ کس قدر مستعدی سے اور کس قدر سستا انصاف فراہم کرتی ہے؟	46.1	46.3	35.6
4.3	عدلیہ کے فیصلوں پر کتنی تیزی سے اور کس حد تک عملدرآمد ہوتا ہے؟	49.1	47.4	43.8
5	**میڈیا**	**53.1**	**42.8**	**47.2**
5.1	آپ کی رائے میں میڈیا ملک کے اندر اور باہر کے بااثر انٹرسٹ گروپوں کے اثر سے کس حد تک آزاد ہے؟	45.2	43.2	42.5
5.2	آپ کی رائے میں ملکی عوام، پرنٹ میڈیا کی جانب سے قومی مسائل کی کوریج کو کس حد تک قابل اعتبار سمجھتی ہے؟	60.9	42.1	

6	**مقامی حکومت**	**18.8**	**32.1**	**22.7**
6.1	ملک میں کس حد تک نمائندہ مقامی حکومتیں کام کر رہی ہیں؟	16.5	27.4	19.3
6.2	آپ کی رائے میں، ملکی سیاسی قیادت کس حد تک مقامی حکومتوں کے انتخابات کرانے میں سنجیدہ ہے؟	21.1	36.8	
7	**آئینی فریم ورک**	**57.2**	**54.1**	**55.2**
7.1	ملکی آئین کس حد تک ایک مستحکم جمہوری نظام کی ضمانت دیتا ہے اور اسے تحفظ فراہم کرتا ہے؟	64.3	64.2	60
7.2	آئین کس حد تک شہریوں کی مساوات کی ضمانت دیتا ہے؟	67.4	54.7	60
7.3	آئینی احکامات کی کس حد تک صحیح معنوں میں پابندی کی جاتی ہے؟	43.2	47.4	44.4
7.4	آئین کس حد تک ملک کے تمام صوبوں اور علاقوں میں مساوی سلوک کا اہتمام کرتا ہے؟	58.4	54.7	56.3
7.5	آئین کس قدر موثر انداز سے انفرادی حقوق کی ضمانت دیتا ہے؟	52.6	49.5	53.1
8	**قانون کی حکمرانی**	**33.9**	**40.7**	**29.4**
8.1	ملک میں کس حد تک قانون کی حکمرانی قائم ہے؟	34.3	37.9	34.4
8.2	سیکورٹی سیکٹر پر منتخب حکومت کا کس حد تک موثر کنٹرول ہے؟	34.8	34.7	29.4
8.3	انٹیلی جنس ایجنسیوں پر منتخب حکومت کا کس قدر موثر کنٹرول ہے؟	32.6	49.5	30
9	**انتخابی عمل اور انصرام**	**53.9**	**50.0**	**53.8**
9.1	آئین اور قوانین کس حد تک خودمختار اور موثر الیکشن کمیشن کی ضمانت دیتے ہیں؟	64.1	55.8	63.8
9.2	الیکشن کمیشن آف پاکستان کس حد تک خودمختار ہے؟	52.2	48.4	58.8
9.3	الیکشن کمیشن آف پاکستان کی ساکھ کے بارے میں ملکی عوام میں کس حد تک اعتماد پایا جاتا ہے؟	40.5	45.3	57.5
9.4	اپنے احکامات منوانے میں الیکشن کمیشن آف پاکستان کس حد تک بااختیار، موثر اور اہل ہے؟	51.7	46.3	51.3
9.5	انتخابی فہرستیں کس حد تک درست اور اپ ٹو ڈیٹ ہیں؟	56.6	56.8	54.4

9.6	آپ کی رائے میں، 2013 کے عام انتخابات کس حد تک شفاف اور منصفانہ تھے؟	58.3	47.4	
10	**سیاسی جماعتیں**	**45.7**	**43.9**	**45.4**
10.1	آئین کس حد تک ملک بھر میں انجمن سازی کی ضمانت دیتا ہے؟	62.1	54.7	65.6
10.2	ملک بھر میں انجمن سازی پر درحقیقت کس حد تک عملدرآمد ہوتا ہے؟	57.0	49.5	55
10.3	سیاسی جماعتیں داخلی طور پر کس قدر جمہوری ہیں؟	28.4	32.6	35
10.4	سیاسی جماعتیں کس حد تک غیر اعلانیہ انٹرسٹ گروپوں کے اثر و رسوخ سے آزاد ہیں؟	40.9	41.1	38.1
10.5	سیاسی جماعتیں عمومی طور پر کتنی منظّم ہیں؟	45.7	43.2	38.8
10.6	سیاسی جماعتیں اپنی سرگرمیوں کو سرانجام دینے کے لئے کس حد تک مالی طور پر مستحکم ہیں؟	40.6	40.0	42.5
11	**سول سوسائٹی (لیبر یونین، این جی او، گروپ، وغیرہ)**	**56.7**	**47.0**	**46.4**
11.1	سول سوسائٹی کس حد تک پاکستان کے مختلف شعبہ ہائے زندگی کی نمائندگی کرتی ہے؟	57.8	48.4	51.3
11.2	سول سوسائٹی کس حد تک ملک کے عوام کے مسائل اجاگر کرتی ہے؟	60.4	50.5	50.6
11.3	پاکستان کی سول سوسائٹی کس قدر موثر ہے؟	51.7	42.1	43.8
12	**انسانی حقوق**	**42.6**	**42.1**	**25.8**
12.1	حکومت اپنے شہریوں کی آزادی کا تحفظ کرنے میں کتنی موثر ہے؟	40.9	40.0	29.4
12.2	حکومت اس بات کو یقینی بنانے میں کس قدر موثر ہے کہ بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی نہ ہو؟	37.7	40.0	28.8
12.3	حکومت، مذہبی اور لسانی اقلیتوں کے ساتھ کس حد تک مساوی سلوک روا رکھتی ہے؟	35.3	37.9	28.1
12.4	اگر کبھی انفرادی حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے تو ایسی خلاف ورزی سے تحفظ کے لئے انتظامات کس قدر موثر ہیں؟	36.1	33.7	40.6
12.5	آئین انفرادی (انسانی) حقوق کی کس قدر موثر ضمانت دیتا ہے؟	63.2	58.9	53.1

ضمیمہ ب

IIDEA فریم ورک پر مبنی جمہوری سکور کارڈ جمہوری جائزہ گروپ کا سکور

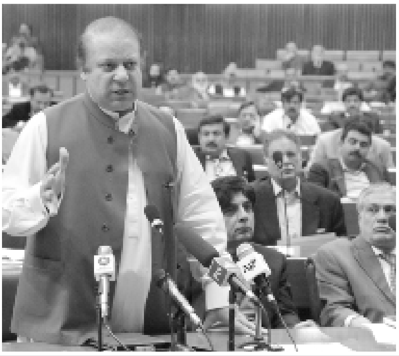

ضمیمہ ب

IIDEA فریم ورک پر مبنی جمہوری سکور کارڈ جمہوری جائزہ گروپ کا سکور

نمبر شمار	جائزہ کے قواعد اور ذیلی شعبہ جات	جنوری 2015	جولائی 2014	ستمبر 2013	2012	2011	2010	2008 سے قبل
1	شہریت، قانون اور حقوق	**43**	**43**	**55**	**45**	**49**	**46**	**42**
1.1	قومیت اور شہریت	**50.5**	**49**	**67**	**55**	**59**	**54**	**42**
	بنیادی سوال۔ کیا بلاامتیاز عام شہریت سے متعلق کوئی سرکاری سمجھوتہ موجود ہے؟							
1.1.1	ملک میں رہنے والوں کی شہریت اور سیاست میں شمولیت کس حد تک موثر ہے؟	42	44	46	49	57	51	43
1.1.2	ثقافتی تقسیم کو کس حد تک تسلیم کیا جاتا ہے اور کس حد تک اقلیتیں اور سماجی گروپس کو تحفظ حاصل ہے؟	41	40	42	39	41	40	43
1.1.3	ریاستی حد بندیوں اور آئینی اصلاحات پر کس حد تک مفاہمت پائی جاتی ہے؟	60	57.5	61	69	67	61	55
1.1.4	معاشرے کے بڑے مسائل اور تنازوں پر مفاہمت کیلئے آئینی اور سیاسی اقدامات کس حد تک موثر ہیں؟	50.5	45	47	51	59	56	41
1.1.5	آئین میں ترمیم کا طریقہ کار قدر غیر جانبدار اور موثر ہے؟	58	55.5	58	71	72	62	41
1.1.6	حکومت پناہ حاصل کرنے والوں اور مہاجروں سے سلوک میں کس حد تک اپنی بین الاقوامی ذمہ داریاں پوری کرتی ہے اور حکومت کی امیگریشن پالیسی کس قدر بلاامتیاز ہے؟	52	54	57	59	61	58	54

1.2	**قانون کی حکمرانی اور انصاف تک رسائی**	**41**	**40**	**51**	**44**	**47**	**43**	**35**
	بنیادی سوال: کیا معاشرہ اور ریاست کسی قانون کے ماتحت ہیں؟							
1.2.1	ملک بھر میں قانون کی حکمرانی کس حد تک موثر ہے؟	36	37.5	39	36	43	33	33
1.2.2	عوامی نمائندے فرائض کی ادائیگی میں کس حد تک قانون کی پاسداری کرتے ہیں اور قوانین کتنے شفاف ہیں؟	37	39	41	36	40	39	39
1.2.3	عدلیہ اور عدالتیں انتظامیہ اور دیگر دباؤ سے کس قدر آزاد ہیں؟	59	54.5	57	70	67	60	33
1.2.4	شہریوں کو کسی بدانتظامی کے خلاف انصاف کے عمل تک رسائی اور مسائل کے حل کے مواقع کس حد تک حاصل ہیں؟	39	35	37	40	45	43	35
1.2.5	فوجداری اور تعزیرات کے نظام میں مساوات اور غیر جانبداری کی کس حد تک پاسداری کی جاتی ہے؟	38	39	41	42	41	40	38
1.2.6	عوام کا منصفانہ اور موثر انصاف کے حصول کیلئے قانونی نظام پر کس حد تک اعتماد ہے؟	38	35.5	39	40	47	40	35
1.3	**شہری اور سیاسی حقوق**	**42**	**43**	**57**	**44**	**49**	**47**	**46**
	بنیادی سوال: کیا سب کو شہری اور سیاسی حقوق مساوی طور پر حاصل ہیں؟							
1.3.1	لوگ جسمانی تشدد یا جسمانی تشدد ہونے کے خوف سے کس حد تک محفوظ ہیں؟	35	37	39	39	41	34	39
1.3.2	نقل وحرکت، اظہار رائے، وابستگی اور تنظیم سازی کی آزادی کس حد تک مساوی اور موثر ہے؟	52	50.5	53	52	59	56	47
1.3.3	شہریوں کو اپنے مذہب، زبان اور ثقافت کے اظہار کی آزادی کس حد تک حاصل ہے؟	40	45	47	45	47	48	54
1.3.4	انسانی حقوق کیلئے کام کرنے والے افراد اور گروہ خوف زدہ کئے جانے سے کس حد تک محفوظ ہیں؟	40	41	43	44	50	48	44
1.4	**معاشی اور سماجی حقوق**	**38**	**38**	**47**	**38**	**40**	**40**	**40**

	بنیادی سوال: تمام افراد کو کیا مساوی طور پر معاشی اور سماجی حقوق حاصل ہیں؟							
1.4.1	تمام شہریوں کو روزگار تک رسائی یا سماجی تحفظ کس حد تک حاصل ہے؟	32	36.5	38	35	37	39	39
1.4.2	مناسب غذا، رہائش اور صاف پانی کی سہولیات سمیت بنیادی ضروریات زندگی تک رسائی کس حد تک موثر ہے؟	33	33.5	35	31	35	31	39
1.4.3	عوام کو زندگی کے ہر مرحلے پر کس حد تک صحت کی سہولیات میسر ہیں؟	31	32.5	34	29	32	33	34
1.4.4	شہریوں کیلئے تعلیم کے حصول کا حق اور شہریوں کے حقوق اور ذمہ داریوں کی تعلیم کس حد تک موثر ہے؟	39	36	38	35	40	41	40
1.4.5	مزدور اور دوسری مزدور تنظیمیں خود کو منظم اور ورکروں کے مفاد کے تحفظ میں کس حد تک آزاد ہیں؟	46	45	47	46	48	49	38
1.4.6	کارپوریٹ گورنس کے قوانین کتنے موثر اور شفاف ہیں اور کارپوریشنوں کی عوامی مفاد میں جوابدہی کس حد تک موثر ہے؟	44	46.5	49	49	50	48	44
2	**نمائندہ اور جوابدہ حکومت**	**42**	**42**	**57**	**45**	**47**	**43**	**38**
2.1	**آزاد اور منصفانہ انتخابات**	**50**	**48**	**50**	**58**	**58**	**50**	**43**
	بنیادی سوال: کیا انتخابات سے عوام حکومت اور پالیسیوں پر اثر انداز ہونے کا اختیار رکھتے ہیں؟							
2.1.1	عوامی اور قانونی عہدوں پر تقرریاں انتخابات کے ذریعے کس حد تک ہوتی ہیں نیز انتخابات حکومتی جماعتوں اور افراد کی تبدیلی کیلئے کس حد تک اثر انداز ہوتے ہیں؟	56	52	55	58	54	51	39
2.1.2	شہریوں کی ووٹ بنوانے اور ڈالنے کے نظام میں شمولیت اور رسائی کس حد تک ہے اور نظام حکومت اور پارٹی کنٹرول سے کتنا آزاد ہے؟	53	51	54	61	61	53	50

2.1.3	امیدواروں اور جماعتوں کی رجسٹریشن کا طریقہ کار کتنا منصفانہ اور میڈیا اور دوسرے ذرائع سے وہ ووٹروں سے رابطہ رکھنے کیلئے کس قدر آزاد ہیں؟	63	57.5	61	71	67	53	53
2.1.4	انتخابی اور سیاسی نظام ووٹر کو اپنی مرضی کے امیدوار کو منتخب کرنے میں کتنا موثر ہے۔ ووٹوں کی مساوی گنتی، انتظامیہ کی تشکیل اور پارلیمنٹ میں پسندیدہ امیدوار منتخب کرانے میں یہ نظام کس حدتک موثر ہیں؟	53	49	52	54	55	51	40
2.1.5	قانون ساز ادارہ کس حدتک ووٹروں کا سماجی لحاظ سے نمائندہ ہے؟	38	37.5	39	47	50	42	35
2.1.6	ووٹ ڈالنے کی شرح کیا ہے اور ملک کے اندر اور باہر کس حدتک سیاسی قوتیں ان انتخابات کے نتائج کو تسلیم کرتی ہیں؟	35	38.5	41	54	53	50	40
2.2	**سیاسی جماعتوں کا جمہوری کردار**	**47**	**46**	**67**	**52**	**52**	**51**	**41**
	بنیادی سوال: کیا جماعتی نظام جمہوریت کے قابل عمل ہونے میں معاون ہے؟							
2.2.1	جماعتیں رکنیت سازی اور عہدوں پر انتخاب کیلئے مہم چلانے میں عوام سے رابطہ کرنے میں کس حدتک آزاد ہیں؟	58	56	59	71	66	63	47
2.2.2	جماعتوں کو اقتدار میں آنے اور تسلسل برقرار رکھنے میں پارٹی نظام کتنا موثر ہے؟	52	50	53	56	56	56	45
2.2.3	رکنیت سازی میں جماعتیں کس حدتک موثر ہیں اور ارکان پارٹی پالیسی اور امیدوار کے انتخاب میں کس قدر اثر انداز ہوسکتے ہیں؟	37	36	38	40	40	59	36
2.2.4	جماعتوں کا مالیاتی نظام مخصوص مفادات رکھنے والوں سے بچانے میں کس حدتک موثر ہے؟	36	39	41	40	40	39	38
2.2.5	جماعتوں کو مذہبی اور لسانی بندشوں سے کس حدتک آزادی حاصل ہے؟	50	48	51	51	54	56	41
2.3	**موثر اور جوابدہ حکومت**	**38**	**38**	**53**	**40**	**39**	**38**	**39**

	بنیادی سوال: کیا حکومت عوام کی کدمت کرنے اور ان کے خدشات پر جوابدہ ہے؟							
2.3.1	حکومت عوام کی زندگی کے تحفظ سے تعلق رکھنے والے امور پر اثر انداز ہونے یا ان کو کنٹرول کرنے اور اس حوالے سے کس قدر باخبر، منظّم اور وسائل رکھتی ہے؟	38	42	44	47	41	36	40
2.3.2	منتخب لیڈروں اور وزیروں کا اپنے انتظامی عملہ اور دوسرے انتظامی اداروں پر کنٹرول کس حد تک موثر اور سکروٹنی کیلئے آزاد ہے؟	42	46	48	45	46	44	41
2.3.3	حکومتی پالیسیوں پر عوام سے مشاورت کا طریقہ کار کتنا منظّم اور آزاد ہے، متعلقہ افراد کی حکومت تک رسائی کس حد تک ہے؟	36	36	38	40	44	39	36
2.3.4	سرکاری سہولتوں تک عوام کی کس حد تک رسائی ہے اور یہ کتنی مصدقہ ہے خدمات کی فراہمی کے حوالے سے صارفین سے مشاورتی عمل کتنا منظّم ہے؟	34	32.5	34	33	35	34	39
2.3.5	آئین یا دوسرے قوانین کے تحت شہریوں کو سرکاری معلومات تک کتنی جامع رسائی حاصل ہے؟	45	39.5	42	45	40	43	39
2.3.6	عوام معاشرتی مسائل حل کرنے کی حکومتی صلاحیت پر کتنا اعتماد رکھتے ہیں اور کس حد تک اس پر اثر انداز ہو سکتے ہیں؟	30	32.5	34	30	29	31	38
2.4	**پارلیمنٹ کا جمہوری طور پر موثر ہونا**	**47**	**48**	**63**	**52**	**52**	**50**	**40**
	بنیادی سوال: کیا پارلیمنٹ یا قانون ساز ادارہ جمہوری عمل میں موثر طور پر شریک ہوتا ہے؟							
2.4.1	پارلیمنٹ یا قانون ساز ادارہ انتظامیہ سے جبکہ ارکان اپنی رائے کے اظہار میں کس حد تک آزاد ہیں؟	46	51	54	59	53	54	38
2.4.2	قانون ساز ادارہ قوانین بنانے، ترمیم یا بدلنے کا اختیار کس حد تک موثر ہے	57	55	58	58	60	61	41
2.4.3	قانون ساز ادارہ قوانین بنانے، ترمیم یا بدلنے کا اختیار کس حد تک موثر ہے	39	43.5	46	47	46	44	38

2.4.4	سرکاری اخراجات اور ٹیکسوں کی نگرانی اور منظوری کا طریقہ کار کتنا موثر ہے؟	38	40	42	38	39	38	39
2.4.5	تمام جماعتیں اور گروپ پارلیمنٹ یا قانون ساز ادارے کے اندر خود کو منظّم کرنے اور موثر شرکت میں کس حد تک آزاد ہیں؟	56	50.5	53	55	57	56	38
2.4.6	پارلیمنٹ یا قانون ساز ادارہ امور کی انجام دہی میں عوام یا دوسرے گروہوں سے مشاورت کے طریقہ کار میں کس قدر وسعت رکھتا ہے؟	42	43.5	46	39	47	42	37
2.4.7	نمائندوں کی اپنے حلقوں میں کس حد تک رسائی ہے؟	57	55.5	58	58	61	60	47
2.4.8	پارلیمنٹ یا قانون ساز ادارہ عوامی تشویش کے مسائل پر مباحثہ کیلئے کس حد تک ایک موثر فورم ہے؟	41	44.5	47	58	55	48	40
2.5	**فوج اور پولیس پر سویلین کنٹرول**	**38**	**38**	**47**	**39**	**42**	**35**	**32**
	بنیادی سوال: کیا فوج اور پولیس فورس سویلین کنٹرول میں ہے؟							
2.5.1	مسلح افواج پر سویلین کنٹرول کتنا موثر ہے اور سیاست میں فوجی مداخلت کس حد تک ہے	32	32.5	34	39	35	26	25
2.5.2	پولیس اور سکیورٹی ادارے اپنے فرائض کی انجام دہی میں عوام کو کتنا جوابدہ ہیں	35	35	37	40	37	33	29
2.5.3	کیا فوج، پولیس اور سکیورٹی سروسز میں معاشرے کے تمام طبقوں کی مناسب نمائندگی ہے؟	50	48	51	49	56	51	41
2.5.4	ملک نیم فوجی یونٹوں، پرائیویٹ آرمی، جنگجو سرداروں یا جرائم مافیا کی سرگرمیوں سے کتنا محفوظ ہے؟	34	34.5	36	28	36	33	36
2.6	**دیانتدارانہ عوامی رہن سہن**	**34**	**32**	**43**	**31**	**33**	**34**	**32**
	بنیادی سوال: کیا عوامی رہن سہن میں دیانتداری پائی جاتی ہے؟							
2.6.1	سرکاری/عوامی عہدیدار کے ذاتی، کاروباری اور گھریلو مفادات اس کے عہدے سے کس حد تک الگ ہیں؟	30	27	28	31	31	36	32

2.6.2	عوام اور عوامی نمائندوں کو رشوت لینے سے روکنے کے قوانین کس حد تک موثر ہیں؟	32	32.5	34	29	32	33	31
2.6.3	امیدواروں یا منتخب نمائندوں کے انتخابی اخراجات کو کنٹرول کرنے اور انہیں سرمایہ خرچ کرنے والوں کے اثر و رسوخ سے بچانے کے قوانین کس حد تک موثر ہیں؟	36	35	37	35	36	36	33
2.6.4	با اثر اداروں اور مفاد پرستوں کی طرف سے سرکاری امور پر اثرات کو کس حد تک کنٹرول کیا جا سکتا ہے نیز تارکین وطن سے متعلق پالیسی سمیت تمام امور کس حد تک بدعنوانی سے پاک ہیں؟	41	38	40	35	39	37	35
2.6.5	عوام کو عوامی عہدیداروں اور ان کی خدمات کی شفافیت پر کتنا اعتماد ہے؟	29	28	29	26	27	28	30
3	**سول سوسائٹی اور عوامی شمولیت**	**47**	**44**	**55**	**48**	**53**	**53**	**43**
3.1	**ایک جمہوری معاشرے میں میڈیا**	**47**	**46**	**58**	**55**	**56**	**58**	**47**
	بنیادی سوال: کیا میڈیا جمہوری اقدار کے تسلسل کیلئے کردار ادا کرتا ہے؟							
3.1.1	میڈیا حکومتی اثر سے کس حد تک آزاد اور معاشرے کے تمام طبقہ فکر کا کس حد تک نمائندہ ہے نیز وہ غیر ملکی حکومتوں اور بین الاقوامی کمپنیوں کے اثر سے کس حد تک محفوظ ہیں؟	53	48.5	51	63	56	56	53
3.1.2	میڈیا عوام کا کس حد تک نمائندہ ہے اور معاشرے کے مختلف طبقات تک اس کی رسائی کتنی ہے؟	49	51	54	65	62	67	52
3.1.3	سرکاری اور با اثر اداروں کی تحقیقات میں میڈیا اور دوسرے اداروں کا کردار کس قدر موثر ہے؟	54	53	56	63	62	62	51
3.1.4	صحافی حراساں، مداخلت اور پابندی لگنے سے متعلق قوانین سے کس حد تک محفوظ ہیں؟	40	43	45	43	51	48	46
3.1.5	عام شہری میڈیا کی طرف سے مداخلت اور حراساں ہونے سے کس حد تک محفوظ ہیں؟	37	32.5	34	40	49	52	40
3.2	**سیاسی شمولیت**	**50**	**46**	**57**	**49**	**55**	**52**	**43**

	بنیادی سوال: کیا عوامی رہن سہن میں شہریوں کی بھرپورشرکت ہوتی ہے؟							
3.2.1	رضا کارانہ تنظیموں، شہریوں، سماجی تحریکوں وغیرہ کتنی وسعت رکھتی ہیں اور وہ حکومتی اثر ورسوخ سے کس حد تک آزاد ہیں؟	52	51.5	54	60	65	63	48
3.2.2	رضا کارانہ انجمنوں، تنظیموں اور دوسری عوامی رضا کارانہ سرگرمیوں میں شہریوں کا کس حدتک موثر کردار ہے؟	50	49	52	53	56	53	45
3.2.3	خواتین کی ہر سطح پر سیاست میں شمولیت اور عوامی عہدوں پر نمائندگی کس حدتک ہے؟	48	43.5	46	44	54	49	45
3.2.4	عوامی عہدوں تک تمام سماجی گروہوں کو کتنی مساوی نمائندگی حاصل ہے؟	36	38	40	39	43	42	39
3.3	**اختیارات کی نچلی سطح پر منتقلی (مرکزیت کا خاتمہ)**	**41**	**40**	**50**	**40**	**44**	**47**	**40**
	بنیادی سوال: کیا عوام سے متعلقہ فیصلے حکومتی سطح پر کیئے جاتے ہیں؟							
3.3.1	وفاق کے ریاستی ستون اپنے امور کی انجام دہی میں کس قدر آزاد، با اختیار اور وسائل رکھتے ہیں؟	43	43	45	43	48	53	43
3.3.2	حکومت کے ذیلی ادارے آزادانہ انتخابات کرانے اور جوابدہی کا موثر نظام بنانے میں کس حدتک آزاد ہیں؟	40	39.5	42	43	46	48	40
3.3.3	حکومت پالیسیوں کی تیاری اور خدمات کی فراہمی میں کس حدتک مقامی سطح پر متعلقہ اتحادیوں انجمنوں اور برادریوں سے تعاون کرتی ہے؟	40	37	39	35	37	41	38
4	**ریاست سے باہر جمہوریت**	**43**	**41**	**50**	**47**	**51**	**43**	**37**
4.1	**ملکی جمہوریت پر بیرونی اثرات**	**40**	**39**	**42**	**43**	**49**	**40**	**34**
	بنیادی سوال: کیا ملکی جمہوریت پر بیرونی اثرات وسیع تر قومی مفاد میں ہیں؟							

4.1.1	ملک ان اثرات سے کتنا محفوظ ہے جن سے قومی مفاد اور جمہوری عمل کو نقصان کا اندیشہ ہو؟	37	39	41	42	52	35	32
4.1.2	حکومت کا دوطرفہ، علاقائی اور بین الاقوامی تنظیموں کے فیصلہ سازی کے امور پر اثر ورسوخ کس حد تک مساوی ہے؟	45	40.5	43	47	57	41	39
4.1.3	حکومت بین الاقوامی تنظیموں کی پارلیمانی نگرانی اور عام بحث کے تناظر میں ان سے مذاکرات اور معاہدے کرنے میں کس حد تک موثر ہے؟	37	36.5	38	41	39	32	32
4.2	**ملکی جمہوریت کے بیرونی دُنیا پر اثرات**	**46**	**44**	**59**	**50**	**53**	**45**	**40**
	بنیادی سوال: کیا ملکی بین الاقوامی پالیسیاں عالمی جمہوریت کو مضبوط کرنے میں کارگر ہیں؟							
4.2.1	حکومت بیرون ملک میں جمہوریت اور انسانی حقوق کے تحفظ اور حمایت میں کس قدر شراکت رکھی ہے؟	41	38	40	50	51	42	38
4.2.2	حکومت کا اقوام متحدہ اور بین الاقوامی تعاون کی ایجنسیوں کے ساتھ اشتراک کیسا ہے اور وہ بین الاقوامی قانون کا کس حد تک احترام کرتی ہے؟	58	53	56	66	65	54	50
4.2.3	حکومت بین الاقوامی سطح پر امدادی سرگرمیوں میں کس حد تک اپنا کردار ادا کر رہی ہے؟	51	47.5	50	49	58	48	39
4.2.4	پارلیمنٹ کا حکومتی بین الاقوامی خارجہ پالیسی کے تجزیہ اور بحث کرنے میں کردار کس حد تک موثر ہے؟	34	38.5	41	36	39	34	31
	مجموعی سکور	**43**	**42**	**54**	**46**	**49**	**45**	**40**

ضمیمہ ج

جمہوری جائزہ گروپ (DAG) کے ارکان کی فہرست

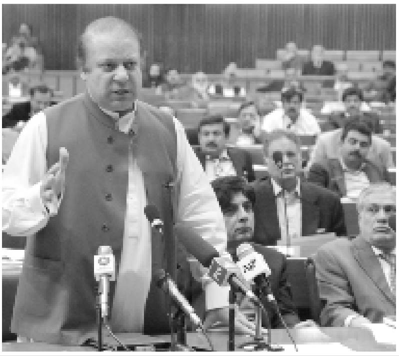

ضمیمہ ج

جمہوری جائزہ گروپ (DAG) کے ارکان کی فہرست

(نمبر شمار 1 تا 21 پر ارکان کے نام' آخری نام کے انگریزی حروف تہجی کی ترتیب سے دیئے گئے ہیں)

نمبر شمار	
1	جناب عمر خان آفریدی۔ سابق نگران وزیر' سابق چیف سیکرٹری NWFP
2	جناب افتخار احمد۔ سینئر صحافی
3	جناب سیرل المید (Cyril Almeida)۔ تجزیہ کار' اسسٹنٹ ایڈیٹر' ڈان
4	ڈاکٹر ہما بقائی' چیئر پرسن شعبہ سماجی علوم' انسٹی ٹیوٹ آف بزنس ایڈمنسٹریشن (IBA)
5	سینیٹر حاصل خان بزنجو۔ صدر' نیشنل پارٹی
6	ڈاکٹر اعجاز شفیع گیلانی۔ چیئرمین' گیلپ پاکستان
7	جسٹس (ریٹائرڈ) منظور گیلانی۔ سابق چیف جسٹس' آزاد جموں وکشمیر
8	لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) معین الدین حیدر۔ سابق گورنر سندھ' سابق وفاقی وزیر داخلہ
9	جناب شاہد حامد۔ سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ' سابق گورنر پنجاب' سابق نگران وفاقی وزیر
10	ڈاکٹر پرویز حسن۔ سینئر ایڈووکیٹ' سپریم کورٹ
11	جناب جاوید جبار۔ سابق سینیٹر' وفاقی وزیر برائے اطلاعات وترقی ذرائع ابلاغ
12	جناب اقبال ظفر جھگڑا۔ سیکرٹری جنرل' پاکستان مسلم لیگ (نواز)
13	جناب وزیر احمد جوگیزئی۔ سابق ڈپٹی سپیکر قومی اسمبلی
14	جناب ریاض کھوکھر۔ سابق سیکرٹری خارجہ
15	جناب فیصل کریم کنڈی۔ سابق ڈپٹی سپیکر' قومی اسمبلی
16	ڈاکٹر حسن عسکری رضوی۔ سینئر دفاعی وسیاسی تجزیہ کار
17	جناب غازی صلاح الدین۔ سینئر تجزیہ کار
18	جناب مجیب الرحمٰن شامی۔ ایڈیٹر انچیف' روزنامہ پاکستان
19	جناب الٰہی بخش سومرو۔ سابق سپیکر' قومی اسمبلی
20	جناب اشرف جہانگیر قاضی۔ سابق سفیر
21	جناب ایس ایم ظفر۔ سابق سینیٹر' سینئر ایڈووکیٹ' سپریم کورٹ' آئینی ماہر
22	جناب احمد بلال محبوب۔ صدر' پلڈاٹ
23	محترمہ آسیہ ریاض۔ جوائنٹ ڈائریکٹر' پلڈاٹ

حوالہ جات

1. For details, please see No confidence against PM: PML-N stops its AJK chapter from supporting move, Dawn, July 25, 2014, as accessed on February 06, 2015 at: http://www.dawn.com/news/1031689
2. For details, please see Proactive role of Information Commissions urged, The News, July 06, 2014, as accessed on February 06, 2015 at: http://www.thenews.com.pk/Todays-News-6-260175-Proactive-role-of-information-commissions-urged
3. For details, please see PILDAT publication titled Comparative Analysis: Local Government Laws 2013, which can be accessed at: http://www.pildat.org/publications/publication/elections/LocalGovernmentLaws2013_ComparativeAnalysis.pdf.pdf
4. For details, please see ECP announces LB polls schedule; KP takes lead over Punjab, Sindh, The Express Tribune, February 06, 2015, which can be accessed at: http://www.thenewstribe.com/2015/02/06/ecp-announce-lb-polls-schedule-kp-takes-lead-over-punjab-sindh
5. For details, please see LG polls in Balochistan: A laudable achievement, Business Recorder, February 02, 2015, as accessed on February 06, 2015 at: http://www.brecorder.com/editorials/0:/1147886:lg-polls-in-balochistan-a-laudable-achievement
6. For details, please see PTI, PAT protests: Will there be a people's Parliament? Dawn, August 19, 2014, as accessed on February 06, 2015 at: http://www.dawn.com/news/1126316
7. For details, please see Pakistan anti-government protest turn deadly, Al-Jazeera, September 01, 2014, as accessed on February 06, 2015 at: http://www.aljazeera.com/news/asia/2014/08/pakistan-anti-government-protests-turn-deadly-2014831145733222260.html
8. On 16 December 2014, 9 gunmen conducted a terrorist attack on an Army Public School in the city of Peshawar. They entered the school and opened fire on school staff and children, killing 145 people, including 132 school children, ranging between eight and eighteen years of age. This was one of the deadliest terrorist attacks ever to occur in Pakistan that caused the civilian Government and the Military leadership to re-evaluate and further boost their counter-terrorism strategy in the form of the National Action Plan.
9. For details, please see As it happened: Pakistan school attack, BBC News, December 16, 2014, as accessed on February 06, 2015 at: http://www.bbc.com/news/live/world-asia-30491113
10. For details, please see Headless institutions: Govt. urges Supreme Court to revisit its ruling, The Express Tribune, September 20, 2014, as accessed on February 06, 2015 at: http://tribune.com.pk/story/764892/govt-asks-sc-to-revisit-order-for-appointments-of-top-offices

    For details, please see CEC appointed after 16 months, Dawn, December 05, 2014, as accessed on February 06, 2015 at: http://www.dawn.com/news/1148899
11. For details, please see Low conviction rate report: Report seeks reforms in criminal justice system, Express Tribune, May 29, 2014, as accessed on February 06, 2015 at: http://tribune.com.pk/story/714690/low-conviction-rate-report-seeks-reforms-in-criminal-justice-system
12. For details, please see PILDAT's monthly Civil – Military Relations for the month of August 2014, which can be accessed at: http://www.pildat.org/Publications/publication/CMR/MonitorOnCivil-MilitaryRelationsinPakistan_August012014_August312014.pdf
13. For details, please see Wither electoral reforms, Dawn, January 24, 2015, as accessed on February 06, 2015 at: http://www.dawn.com/news/1159028/whither-electoral-reforms
14. For details, please see PILDAT publication titled Assessing Internal Democracy of Major Political Parties of Pakistan, which can be accessed at: http://www.pildat.org/Publications/publication/Democracy&LegStr/AssessingInternalDemocracyofMajorPoliticalPartiesofPakistan.pdf
15. For details, please see A case for urgent poll reforms, Dawn, August 23, 2014, as accessed on February 06, 2015 at: http://www.dawn.com/news/1127146/a-case-for-urgent-poll-reforms
16. For details, please see The way forward, Dawn, September 14, 2014, as accessed on February 06, 2015 at: http://www.dawn.com/news/1131590/the-way-forward, Ahmed Bilal Mehboob, PILDAT
17. For details, please see PILDAT publication titled Public Opinion on Quality of Democracy in Pakistan, First Year of Federal and Provincial Governments, June 2013 – December 2014. It can be accessed at: http://pildat.org/Publications/Publication/SDR/PublicOpiniononQualityofDemocracyinPakistan_ExecutiveSummary_PILDATReport_June2013ToMay2014.pdf
18. For details, please see Rule 200 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly of Pakistan
19. For details, please see Army to uphold its dignity, says COAS, Dawn, April 08, 2014, as accessed on February 06, 2015 at: http://www.dawn.com/news/1098443
20. For details, please see PILDAT publication titled Assessment of the Quality of General Election 2013, which can be accessed at: http://www.pildat.org/Publications/publication/elections/AssessmentoftheQualityofGeneralElection2013.pdf
21. For details, please see Test of tribunals, The News on Sunday, July 13 2014, as accessed on February 06, 2015 at: http://tns.thenews.com.pk/test-of-election-tribunals/#.U8jJq_mSySo
22. For details, please see Justice delayed: Tribunal yet to decide fate of 12 aspiring lawmakers, The Express Tribune, May 11 2014, as accessed on February 06, 2015 at:http://tribune.com.pk/story/706789/justice-delayed-tribunals-yet-to-decide-fate-

of-12-aspiring-lawmakers/

23. For details, please see Imran Khan surprises all by putting up 767 candidates, The News, April 22, 2013, as accessed on December 23, 2014 at: http://www.thenews.com.pk/Todays-News-2-172704-Imran-Khan-surprises-all-by-putting-up-767-candidates
24. For details, please see PTI allegations are far from facts, Daily Times, August 05, 2014 as accessed on February 06, 2015 at: http://www.dailytimes.com.pk/national/05-Aug-2014/pti-rigging-allegations-are-far-from-facts
25. For details, please see Wither electoral reforms, Dawn, January 24, 2015, as accessed on February 06, 2015 at: http://www.dawn.com/news/1159028/whither-electoral-reforms
26. For details, please see Army to uphold its dignity, says COAS, Dawn, April 08, 2014, as accessed on February 06, 2015 at: http://www.dawn.com/news/1098443
27. For details, please see PILDAT's monthly monitor on Civil-Military relations for the month of April 2014, which can be accessed at: http://www.pildat.org/publications/publication/CMR/MonitoronCivil-MilitaryRelationsinPakistan_April012014_April302014.pdf
28. For details, please see Strains already, Dawn, April 21, 2014, as accessed on February 06, 2015 at: http://www.dawn.com/news/1101227/strains-already
29. For details, please see Leaked report shows Bin Laden's 'hidden life', Al-Jazeera, July 08, 2013, as accessed on February 06, 2015 at: www.aljazeera.com/news/asia/2013/07/20137813412615531.html
30. For details, please see PILDAT's monthly monitor on Civil-Military relations for the months of June – July 2014, which can be accessed at: http://www.pildat.org/Publications/Publication/CMR/MonitoronCivil-MilitaryRelationsinPakistan_June012014_July312014.pdf
31. For details, please see PILDAT's monthly monitor on Civil-Military relations for the month of April 2014, which can be accessed at: http://www.pildat.org/publications/publication/CMR/MonitoronCivil-MilitaryRelationsinPakistan_April012014_April302014.pdf
32. Senior Journalist Hamid Mir hurt in Karachi attack, The News, April 20, 2014 http://www.thenews.com.pk/Todays-News-13-29824-Senior-journalist-Hamid-Mir-hurt-in-Karachi-attack
33. For details, please see the South Asian Portal on Terrorism's profile on terrorist attacks within Pakistan, as accessed on February 06, 2015 at: (http://www.satp.org/satporgtp/countries/pakistan/database/casualties.html
34. For details, please see the Global Polio Eradication Initiatives statistics on the number of polio cases in Pakistan, which can be accessed at: http://www.polioeradication.org/Dataandmonitoring/Poliothisweek.aspx
35. For details, please see PILDAT's monthly monitor on the Civil Military relations in Pakistan for the month of October 2014, which can be accessed at: http://www.pildat.org/publications/publication/CMR/MonitorOnCivil-MilitaryRelationsinPakistan_Oct012014_Oct312014.pdf
36. For details, please see Headless institutions: Govt. urges Supreme Court to revisit its ruling, The Express Tribune, September 20, 2014, as accessed on February 06, 2015 at: http://tribune.com.pk/story/764892/govt-asks-sc-to-revisit-order-for-appointments-of-top-offices
37. For details, please see Chief Justice Jilani bows out this week, The Express Tribune, June 30 2014, as accessed on February 06, 2015 at: http://tribune.com.pk/story/728986/chief-justice-jilani-bows-out-this-week/
38. For details, please see SC orders state institutions against 'unconstitutional steps', Dawn, August 15, 2014, as accessed on February 06, 2015 at: http://www.dawn.com/news/1125478/sc-orders-state-institutions-against-unconstitutional-steps
39. For details, please see PILDAT publication titled First 10 General Elections of Pakistan, August 2013, which can be accessed at: http://www.pildat.org/Publications/publication/Elections/First10GeneralElectionsofPakistan_August2013.pdf
40. For details, please see Chief Election Commissioner Fakhruddin G Ebrahim resigns, Dawn, July 31, 2013, as accessed on February 06, 2015 at: http://www.dawn.com/news/1033217/chief-election-commissioner-fakhruddin-g-ebrahim-resigns
41. For details, please see Justice Sardar Raza Khan named CEC, Dawn, December 04, 2014, as accessed on February 06, 2015 at: http://www.dawn.com/news/1148760
42. For details, please see Consensus developed on NAB Chief, Dawn, October 9, 2013, as accessed on February 06, 2015 at: http://www.dawn.com/news/1048301
43. For details, please see Bureaucracy icon Anita Turabn slapped with dismissal notice, The News, June 8 2013, as accessed on February 06, 2015 at:http://www.thenews.com.pk/Todays-News-13-23351-Bureaucracy-icon-Anita-Turab-slapped-with-dismissal-notice
44. For details, please see PILDAT publication titled Assessing Internal Democracy of Major Political Parties of Pakistan, which can be accessed at: http://www.pildat.org/Publications/publication/Democracy&LegStr/AssessingInternalDemocracyofMajorPoliticalPartiesofPakistan.pdf
45. For details, please see Senior Journalist Hamid Mir hurt in Karachi attack, The News, April 20, 2014, as accessed on February 06, 2015 at:http://www.thenews.com.pk/Todays-News-13-29824-Senior-journalist-Hamid-Mir-hurt-in-Karachi-attack
46. For details, please see PILDAT Citizens Report on Performance of Cabinet Committee on Defence: March 2012-March 2013 can be accessed at: http://www.pildat.org/Publications/publication/CMR/PerformanceoftheDefenceCommitteeoftheCabinet_Mar2012toMar2013.pdf
47. For details, please see Reconstitution of NSC approved, The News, August 23, 2013, http://images.thenews.com.pk/23-08-2013/ethenews/t-24938.htm
48. For details, please see Third meeting of NSC, Prime Minister's Office, April 17, 2014, as accessed on February 06, 2015

at: http://pmo.gov.pk/press_release_detailes.php?pr_id=438

49. For details, please see PML-N offers hope in poll manifesto, The Nation, March 08, 2013, as accessed on February 06, 2015 at: http://www.nation.com.pk/pakistan-news-newspaper-daily-english-online/editors-picks/08-Mar-2013/pml-n-offers-hope-in-poll-manifesto

50. For details, please PILDAT's monthly monitor on Civil Military relations for the month of March 2014, which can be accessed at: http://www.pildat.org/Publications/publication/CMR/MonitorOnCivil-MilitaryRelationsinPakistan_March012014_March312014.pdf 51. Ibid.

52. For details, please see Roadmap to prosperity: a step towards greater transparency, the Express Tribune, August 31, 2013, details at http://tribune.com.pk/story/597564/roadmap-to-prosperity-a-step-towards-greater-transparency/

53. For details, please see Caught in the act: K-P to fight corruption with Ehtesab courts, The Express Tribune, February 6 2014,http://tribune.com.pk/story/668032/caught-in-the-act-k-p-to-fight-corruption-with-ehtesab-courts

54. Law for access to time bound public services launched, The News, December 27 2013

    http://www.thenews.com.pk/Todays-News-7-222738-Law-for-access-to-time-bound-public-services-launched

    Local Government bill sails through KP Assembly, Dawn, November 1 2013 http://www.dawn.com/news/1053375

55. First of its kind: Witness protection bill unanimously passed into law, The Express Tribune, September 18 2013,

    http://tribune.com.pk/story/606051/first-of-its-kind-witness-protection-bill-unanimously-passed-into-law/

56. Khursheed Shah elected as PAC Chairman, Nation, December 11 2013

    http://www.nation.com.pk/islamabad/11-Dec-2013/khurshid-shah-elected-as-pac-chairman

57. Rule 200, Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly of Pakistan

58. For details, please see PILDAT's Comparative Executive Summary on the Performance of the Provincial Assemblies, which can be accessed at: http://www.pildat.org/eventsdel.asp?detid=716

59. For details, please seeAt the grassroots: Local bodies' elections — when and how, The Express Tribune, January 14, 2014, as accessed on February 06, 2015 at: http://tribune.com.pk/story/658708/at-the-grassroots-local-bodies-elections-when-and-how/

60. Pakistan's hide-and-seek with democracy, 1947-2011:The bridge to nowhere or creeping consolidation? Dr. Niaz Murtaza, South Asia Journal, 2011; *Schedler, A., 1998*, What is democratic consolidation?, *Journal of Democracy* 9, 2: 91-107; Munck, G, 2003, Democracy studies: Agendas, findings, challenges, in D. Berg-Schlosser, Democratization; the State of the Art, Germany: Barbara Budrich Publishers; Diamond, L., 1997, Introduction: In search of consolidation, in, L. Diamond, M. Plattner, Y. Chu and H. Tien (eds), Consolidating the third wave democracies: Themes and perspectives, Baltimore: The Johns Hopkins Press.

61. Guo, S., 1999, Democratic transition: An overview, Issues and Studies, 35, 4: 133-148.; Haynes, J., 2001, Democracy in the developing countries, Africa, Asia, Latin America and the Middle East, Malden, MA: Blackwell Press.

پاکستان انسٹیٹیوٹ آف
لیجسلیٹو ڈیولپمنٹ
اینڈ ٹرانسپیرینسی

اسلام آباد آفس: پی، او، باکس 278، F-8، پوسٹل کوڈ: 44220، اسلام آباد، پاکستان
لاہور آفس: پی، او، باکس 11098، L.C.C.H.S، پوسٹل کوڈ: 54792، لاہور، پاکستان
ای میل: info@pildat.org ویب: www.pildat.org